بیاد

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

## دارالعلوم حقانیہ

اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

# الحق

ماھنامہ

محرم، صفر ۱۴۲۵ھ مارچ ۲۰۰۴ء

مُدیر مسئول

مولانا سمیع الحق

# معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

# اپیل

محترم ! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمد للہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک و بیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تا قیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف سوا کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب واہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کے لئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ **واجرکم علی اللہ۔**

## ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

اکاؤنٹ نمبرز: یو بی ایل اکوڑہ خٹک 7 -01 نیشنل بینک اکوڑہ خٹک 5 - 17

مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ 721

Email: haqqania@nsr.pol.com.pk

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جلد نمبر ـــــ 39
شمارہ نمبر ـــــ 6
محرم / صفر ۱۴۲۵ھ
مارچ ۲۰۰۴ء

# ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

## اس شمارے کے مضامین


نقش آغاز: امریکی ہدایت پر قبائل کے خلاف فوج کشی۔ عظیم فلسطینی رہنما شیخ احمد یاسینؒ کی شہادت۔
آہ! پروفیسر علامہ مظفر عباسیؒ کی رحلت۔ مولانا سید صباء احسنؒ کی جدائی ........ راشد الحق سمیع ۲

عصر حاضر میں علماء اور طلبہ کی ذمہ داریاں (خصوصی خطاب) ........ مولانا سید سلمان ندوی مدظلہ ۷

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال۔ (درس ترمذی) ........ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۱۷

عالمی دہشت گرد ہماری ایٹمی اور دفاعی صلاحیت چھین رہے ہیں۔
(ایوان بالا سینٹ میں تاریخی خطاب) ........ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۲۴

فلسطین کا بطل حریت مجاہد شیخ احمد یاسینؒ ........ جناب راجہ ذاکر خان ۲۸

روداد مذاکرہ علمی بعنوان حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ ........ مولانا عمیر الصدیق ندوی ۳۱

پروفیسر علامہ مظفر عباسی (ایک عہد ساز شخصیت) ........ جناب امجد بٹ ۳۹

امارات قیامت ........ مولانا محمد انوار الحق صاحب مدظلہ ۴۳

ہمہ گیر تعزیت۔ چند تعزیتی خطوط بوفات اہلیہ محترمہ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ........ ادارہ ۴۶

عالمی دہشت گردی اور ضرورت امن ........ جناب ابرار خٹک ۵۷

دارالعلوم کے شب و روز ........ جناب شفیق الدین فاروقی ۵۹

تبصرہ کتب ........ مدیر کے قلم سے ۶۲


---

**نوٹ:** ادارے کا مضمون نگار حضرات کے خیالات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

---

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر: 630435 , 630340 -(0923)
ای میل نمبر: E-Mail : haqqania@nsr.pol.com.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ =/20 روپے سالانہ =/200 روپے، بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر

**پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور**

نقش آغاز　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　راشد الحق سمیع

# امریکی ہدایت پر قبائل کے خلاف فوج کشی

## قومی وحدت اور ملکی سلامتی کے خلاف گہری سازش

یہ کیسی ستم ظریفی ہے کہ امریکی صدر بش کی انتخابی مہم پاکستان کی سرزمین (جنوبی وزیرستان' وانا) میں مسلمانوں کے خون پانی کی طرح بہانے سے شروع کی گئی اور اپنی ہی قوم پر امریکی سرکار کو خوش کرنے کے لئے جنگی ہیلی کاپٹروں اور ٹینکوں سے بے پناہ بمباری کی گئی اور درجنوں قبائل اور عرب مجاہدین کو بھی بیدردی سے شہید کیا گیا۔ سینکڑوں مکانات منہدم کردیئے گئے' کھیت کھلیان جلادیئے گئے اور قبائل کی دینی حمیت سے سرشار شاخ زلی خیل کے ہزاروں بے گناہ افراد کو پابند سلاسل کردیا گیا۔ اس موقع پر پاکستانی فوج نے قبائل کی صدیوں پرانی روایات کی دھجیاں بھی بکھیر دیں اور چادر و چاردیواری کا تقدس بھی بری طرح پامال کیا۔ اپنی ہی قوم کے خلاف یہ فوج کشی کی ایک بدترین مثال ہے اور ہمارے حکمران اس بات پر شرمندہ یا نادم ہونے کی بجائے بڑے ڈھٹائی اور فخر وافتخار کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ ہم ایک ''بڑا معرکہ'' سر کررہے ہیں اور اس بات کا بھی کھلم کھلا اظہار کیا گیا کہ انگریزوں نے بھی اس علاقے میں اس قسم کے آپریشن (جارحیت) نہیں کئے تھے جس طرح کے ہم نے قبائل کی آزادی اور خودداری کو ''فتح'' کرلیا ہے۔ اب اس ''تعاون'' کے بدلے امریکی حکومت پاکستان کو نان نیٹو اتحادی بنانے کی تیاریاں کررہی ہے اور جنرل مشرف اسے اپنی بڑی کامیابی قرار دے رہے ہیں کہ ہم امریکی حکومت کے اور بھی قریب ہوگئے ہیں اور امریکیوں کا اعتماد ہم پر مزید بڑھ گیا ہے۔ یعنی دوسرے لفظوں میں پاکستان نے اپنے گلے میں غلامی کا طوق اور بھی مضبوطی سے کس لیا ہے۔　ع　اپنے منقاروں سے حلقہ کس رہے ہیں جال کا

مشرف حکومت نے قبائل پر لشکر کشی کرکے اپنے اُس بازوئے شمشیر زن کو نقصان پہنچایا ہے جو ہمیشہ ہمارے جسد ملی کیلئے ایک ڈھال کا کام دیا کرتا تھا۔ اس شرمناک اقدام کی بدولت اور اپنے ہی ہاتھوں اپنی حمیت کا جنازہ نکال کر امریکہ پر حکمرانوں نے اپنی وفاداری اور وفاشعاری ثابت تو کردی۔ لیکن ملک وملت کی عزت وآبرو پر جو داغ رسوائی اس غداری کی وجہ سے لگ گیا ہے وہ شاید صبح قیامت تک نہ مٹ سکے گا۔

ع　حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے

دوسری جانب اس آپریشن میں پاکستانی فوج کو انتہائی کثیر تعداد میں اپنے فوجی مروانے کا نقصان بھی حاصل

ہوا اور وزیرستان کے خلاف اپنے ہی ہم وطن قبائل کی نفرت بھی اس کے حصے میں آئی اور سب سے بڑا نقصان اس آپریشن کا یہ ہوا کہ پاکستانی فوج جو کہ ایک بہادر فوج کے طور پر جانی پہچانی جاتی ہے۔ وانا میں ایک چھوٹے سے مزاحمتی گروپ کے ہاتھوں [illegible] یہ مزاحمت [illegible] اور شکست [illegible] سامنا ہوا [illegible] ہے۔ ہماری فوج کی پیشہ وارانہ کارکردگی پر طرح طرح کی چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں ہیں اور ملک [illegible] حلقے اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ فوج کی کارکردگی انتہائی غیر ذمہ دارانہ ہوگئی [illegible] اس کا مختصر سا جواب یہ ہے کہ فوج کو سیاست اور ایوان سیاست پر حکمرانی کا چسکا لگ چکا ہے اور اس نے اپنے اصل مقصد کو پس پشت ڈال دیا ہے اور اس طرح ہماری فوج سے جہادی روح اور دینی جذبہ بھی کھرچ کھرچ کر نکال دیا گیا ہے۔ یہ سب نقصان اس کا ہے۔ دوسری جانب یہ فوج کے لئے اللہ تعالیٰ کا ایک کڑا امتحان بھی ہے کہ ایک مسلمان فوج ظالم کفار کے کہنے پر مسلمان مجاہدوں کو ختم کرنے کے لئے نکلی ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے مجاہدوں کو واضح فتح نصیب کی ہے اور اکثر مجاہدین خیر و عافیت سے محاصرے سے نکل گئے ہیں اور اب افغانستان میں ظالم امریکی استعمار کے خلاف جاری جہاد میں بڑھ چڑھ کر پہلے سے زیادہ برسرپیکار ہوگئے ہیں۔

دراصل وانا آپریشن پاکستان کے لئے ایک دستک ہے' یہ شروعات ہیں اس طوفان کے جو ابھی عراق کو نگل رہا ہے۔ آگے پیچھے امریکہ پاکستان میں براجمان ہوگا۔ اگرچہ اس کی ذریت یہاں پر قابض ہے لیکن یہ عارضی ہے' ایٹمی سائنسدانوں کے خلاف الزامات اور انہیں پابند سلاسل کرنا امریکی ایجنڈا تھا جو اسی ذریت نے پورا کیا۔ جنوبی وزیرستان بھی ایک ٹیسٹ کیس تھا البتہ یہ ان کے لئے لوہے کا چنا ثابت ہوا اور قبائل فوج اور امریکہ کے لئے دلدل ثابت ہوئے۔ ایک لاکھ سے زائد افواج کی تعیناتی کے باوجود نہ تو بارڈر محفوظ کرایا جاسکا اور نہ ہی مجاہدین کی آمد و رفت کو روکا جاسکا۔ امریکہ نے اس بہانے ملک میں خانہ جنگی بھی کرادی' اور قبائل اور فوج کے درمیان نفرت کی ایک لکیر بھی ڈال دی۔

وانا آپریشن کو بھی ''دہشت گردی'' کے خلاف جاری جنگ کا اور عالمی مہم کا ایک اہم حصہ سمجھا جا رہا ہے۔ لیکن حقیقت میں اس آپریشن سے بھی امریکہ اور جنرل مشرف کے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔ اور ان کے ہائی ٹارگٹ ویلیوز کا حصول ہمیشہ کی طرح اب کے بھی درجہ عنقا میں رہا۔ وانا آپریشن میں بری طرح ناکامی حسب سابق ان کا منہ نوچ رہی ہے اور اب کے بھی ان کے خونی خواب ہمیشہ کی طرح شرمندہ تعبیر ہی رہے۔ بُش کی الیکشن کی مہم تادمِ تحریر کامیابی و سرفرازی کے جذبے سے کوسوں دور ہے اور وانا آپریشن اور مسلمانوں کی شہادت بھی اس کے لئے کچھ ''گرمیء ساماں'' پیدا نہ کرسکی۔ الٹا امریکہ اور اس کے پٹھو حکمرانوں کی خواب گاہوں میں اسامہ بن لادن' ایمن الظواہری اور دیگر عرب مجاہدوں کی ''دہشت ناک'' صورتوں کا عکس مزید ڈراؤنا ہوگیا اور اب ان کی ہر کروٹ ان کے لئے شکست دل کی آواز بن کر صورِ محشر بن رہی ہے اور ان کے سوچ و بچار کی ہر گرہ مزید پریشانی اور رسوائی کا باعث ہوگئی ہے اور ان کے

ماتھے کا ہر بَل شکست و ہزیمت کی ایک نئی داستان کی صورت اختیار کرتا جارہا ہے۔ طالبان، اسامہ بن لادن، باحمیت قبائل اور عرب مجاہدوں نے اپنے جذبے حریت اور خون سے ایک ایسی داستاں رقم کی ہے کہ صبح قیامت تک اسے پڑھنے والے جھومتے رہیں گے۔ حق کی یہ آواز ہمیشہ کہیں بھی نہ دب سکی ہے۔ دشت لیلیٰ کے صحرا، تورا بورا کے غار، جنوبی وزیرستان کے پہاڑ اور بغداد و فلوجہ کی خون سے رنگین گلیاں اس کی تازہ مثالیں ہیں۔ یہ مقامات آزادی و حمیت کے دائمی نشان بلکہ آنے والے مجاہدوں اور حریت و آزادی کے پروانوں کیلئے مشعل راہ اور سنگ میل بن گئے ہیں اور حسب سابق زمانے کے فرعون مٹھی بھر حق پرستوں کے ہاتھوں شکست و ریخت کا شکار ہوتے جارہے ہیں۔

---

# عظیم فلسطینی رہنما شیخ احمد یاسینؒ کی شہادت

کرو کج جبیں پہ سرِ کفن میرے قاتلوں کو گماں نہ ہو
کہ غرورِ عشق کا بانکپن پس مرگ ہم نے بھلا دیا

جب کبھی عزم و ہمت اور حریت و آزادی کی داستانیں یکجا کی جائیں گی تو بہت سے بہادر شہید نوجوانوں کی فہرست میں ایک سڑسٹھ (۶۷) سالہ بوڑھے اور بیمار مجاہد کا نام بھی بالکل اول میں لکھا جائے گا۔ جس نے اپنی جانِ ناتواں کا نذرانہ دے کر مقام شہادت کی سج دھج اور بھی بڑھادی اور اسرائیلی تسلط کے خلاف جاری جدوجہد کی لو کو مزید تیز تر کردیا۔ یہ بوڑھا شخص جو حقیقت میں عزم و ہمت کا کوہ ہمالیہ تھا، عالم اسلام اور خصوصاً عربوں اور فلسطینیوں کا ہر دلعزیز لیڈر اور محبوب رہنما شیخ احمد یاسینؒ تھا۔ جس نے اپنے مفلوج جسم سے ایسا کام لیا جو بہت سے قابل رشک اور صحت مند ''رستم زماں'' بھی نہ کرسکے۔ قید و بند کی طویل صعوبتیں بھی اس کو جدوجہد آزادی سے باز نہ رکھ سکیں۔ پے در پے قاتلانہ حملے بھی اس کی کلاہ کج ادا کو نیچے نہ کرسکے۔ اور ہر طرح کی پابندیاں اور جور و جفا کی آندھیاں بھی اس لاغر جسم میں جلنے والے شعلہء آزادی کو بجھا نہ سکیں۔ ع بڑھتا ہے ذوق جرم یہاں ہر سزا کے بعد

شیخ احمد یاسینؒ کیا تھے؟ مختصر یہ کہ آپ ایک شعلہء جوالہ تھے۔ جو عمر بھر بیقراری میں جلتا رہا۔ اور جس نے اپنی شہادت سے اپنی مظلوم فلسطینی قوم کے رگ و پے میں دوبارہ آزادی اور ذوقِ شہادت کا شوق زندہ کردیا۔

شیخ احمد یاسینؒ کی المناک شہادت پر پورا عالم اسلام درد و حزن سے بلبلا اٹھا اور ساری دنیا نے ان کے خونِ ناحق بہانے پر شدید احتجاج کیا لیکن عالمی دہشت گرد امریکہ نے سلامتی کونسل میں اسرائیل کے خلاف مذمتی قرارداد کو حسب سابق ویٹو کردیا۔ اور ایک بار پھر اسرائیل کی اس دہشت گردی پر اس کو شاباش دی۔ اور اس کا بھرپور دفاع کیا۔ معلوم نہیں کہ عالم اسلام کب خوابِ غفلت سے جاگے گا؟ اور کب یہ امریکی سحر اور تسلط سے آزاد ہوگا؟

بہرحال شیخ احمد یاسینؒ کا خون ایک دن ضرور رنگ لائیگا اور القدس کی فضائیں صبائے آزادی سے ضرور مہکیں گی۔

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

# آہ! پروفیسر علامہ مظہر عباسیؒ کی رحلت

کاروانِ علم و آگہی کے بچھے کھچے قافلے کے ایک پرانے نامور رفیق علامہ مظہر عباسیؒ بھی آخر کار تھک کر کاروانِ آخرت میں شامل ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

علامہ مظہر عباسیؒ ہمارے عہد کے ایک بہت بڑے عظیم انسان تھے جن کو صرف اور صرف علم و عمل، درس و تدریس، تعلیم و تعلم اور تصنیف و تالیف کے لئے ہی خالق حقیقی نے بنایا۔ زندگی میں ان سے صرف ایک بار ہی ملاقات ہوئی۔ وہ یوں کہ راقم ابھی طالب علم تھا، ایوان شریعت (دارالحدیث) سے باہر آیا تو دور ایک درخت کے نیچے ایک سفید ریش نحیف بوڑھے شخص کو زمین پر عاجزی کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھا۔ استفسار پر ایک ساتھی نے بتایا کہ یہ صاحب اپنا تعارف مظہر عباسی کے نام سے کر رہے ہیں۔ فوراً آپ کی جانب لپکا، نام اور مقام کا پوچھا تو معلوم ہوا کہ موصوف مری سے تشریف لائے ہیں۔ لیکن پھر بھی ذہن آمادہ نہیں ہو رہا تھا کہ علم و تحقیق کا پہاڑ اور نامور سکالر اس عاجزی کے ساتھ ایسی حالت میں میرے سامنے موجود ہے آپ نے میری حیرانگی کو بھانپتے ہوئے اپنا پورا تعارف کرایا تو مجھ پر آپ کی اس درجہ عاجزی اور سادگی کا بڑا اثر ہوا کہ اتنی شہرت اور عظمت کے باوجود اس پیکرِ علم میں اتنی تواضع وانکساری ہے۔ یہ آپ کی باکمال شخصیت کی ایک ادنیٰ سی جھلک ہے۔ جس سے آپ کی شخصیت کی بلندی کا اندازہ ہوتا ہے۔

ماہنامہ ''الحق'' کے پرانے قارئین آپ کے علم و فضل اور تحقیق و ریسرچ سے لبریز علمی مضامین سے خوب واقف ہیں۔ آپ نے درجنوں موضوعات پر بیس پچیس برس مسلسل ''الحق'' کے لئے لکھا۔

آپ کے علمی مضامین اور تحقیقی شہ پارے قارئین ''الحق'' اور علمی حلقے بڑے ذوق وشوق سے پڑھا کرتے تھے۔ آپ کے اکثر مقالات لسانیات سے متعلق ہوتے اور آپ دلائل و براہین سے یہ ثابت کرتے تھے کہ عربی زبان ام الالسنہ ہے، اور مثالوں کے ذریعہ ایسے دلچسپ اور دلآویز لطائف اور علمی نکات ذکر فرماتے کہ بے ساختہ دل سے آفریں و تحسین کی صدائیں اٹھتیں۔ علاوہ ازیں آپ اسپرانتو زبان کے پاکستان میں بانی تھے۔ آپ نے اس زبان کے ذریعے اسلام اور قرآن کی بڑی خدمت کی اور دنیا بھر میں اس سلسلے میں اس کے لئے بڑی تگ و دو کی۔ علمی وادبی دنیا آپ پر ہمیشہ ناز کرتی رہے گی۔ آپ جیسی باکمال شخصیت صدیوں میں پیدا ہوتی ہے۔ افسوس کہ حکومت پاکستان اور ادبی حلقوں نے آپ کی وہ پذیرائی نہیں کی جس کے آپ مستحق تھے۔

ہم آپ کے پسماندگان کے ساتھ دلی تعزیت کرتے ہیں اور علامہ مرحوم کی بخشش کے لئے دعا گو ہیں۔ اور خود ادارہ ''الحق'' بھی اپنے آپ کو تعزیت کا مستحق سمجھتا ہے۔

---

# مولانا سید صباء احسنؒ کی جدائی

یہ ایک نا قابل تر دید حقیقت ہے کہ یہ جہانِ فانی چند محدود پریشاں سانسوں کا نام ہی ہے اور دنیا میں ہر ذی نفس کی آمد و پرورش دراصل موت ہی کیلئے ہوتی ہے۔ پھر موت سے کسی کو بھی مفر نہیں۔ خواہ کوئی بڑی سے بڑی شخصیت اور عظیم سے عظیم تر انسان کیوں نہ ہو خدا کے برگزیدہ بندے انبیاء کرامؑ صحابہ کرامؓ اور علماء ومشائخ وصلحاء امت دنیا میں تشریف لائے اور پھر راہیانِ ملک بقاء اور واصل بحق ہوئے۔ اور یہ موت وحیات کا سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا۔ اسی سلسلہ میں کچھ عرصہ پہلے ملک کی معروف علمی درسگاہ جامعہ احسن العلوم گلشنِ اقبال کراچی کے استاد اور جامعہ کے بانی و مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی زرولی خان مدظلہ کے رفیقِ خاص مولانا سید صباء احسن بھی اس جہان فانی سے عین شباب میں مختصر علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ صوبہ بہار کے سادات خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ تقسیم کے بعد آپکے خاندان نے کراچی ہجرت کی' اور یہیں آباد ہوئے' آپکے والد پی' آئی' اے میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے اور ریٹائر ہونے کے بعد اہل خانہ کے ساتھ امریکہ میں مقیم ہوئے۔ مگر مولانا صبا احسنؒ کی دین کے ساتھ شغف' محبت اور والہانہ تعلق نے مولانا مرحوم کو کراچی میں ہی قیام کرنے پر آمادہ کیا اور آپ آخری دم تک جامعہ میں درس وتدریس اور اپنے شیخ کی خدمت کرتے رہے۔ حضرت مولانا زرولی خان مدظلہ سے کراچی میں اللہ تعالیٰ دین وتربیت کا بڑا کام لے رہے ہیں۔ یہ آپ ہی کا امتیازی وصف ہے کہ آپ نے درجنوں مریدوں کی اصلاح نفس کیساتھ ساتھ انہیں درس نظامی پڑھنے کی طرف بھی راغب کیا اور کئی افراد کو مولانا صباؒ کی طرح جیدّ عالم دین کے قالب میں ڈھالا۔ ۔

فقط یہ بات کہ "پیرِ مغاں" ہے مردِ خلیق ہجوم زیادہ ہے کیوں شراب خانے میں

اللہ تعالیٰ نے مولانا صباء احسنؒ کو دینی اور دنیاوی دونوں علوم سے نوازا تھا۔ دنیاوی علوم تو مولاناؒ کا گھریلو ورثہ تھا مگر دینی علوم کی طرف آمد اور اپنے قدیم آبائی ورثہ کی تحصیل کیلئے شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد زرولی خان مدظلہ ہی سبب بنے۔ آپکو مولانا مدظلہ سے گہری عقیدت تھی اور آہستہ آہستہ یہی عقیدت بعد میں شاگردی کی صورت اختیار کر گئی اور آپ نے درس نظامی پڑھنے کا باقاعدہ فیصلہ کرلیا اور موقوف علیہ تک آپؒ نے حضرت مفتی صاحب مدظلہ سے فیض حاصل کیا' پھر دورہ حدیث جامعہ بنوری ٹاؤن سے کیا۔ فراغت کے بعد اپنے مادر علمی جامعہ عربیہ احسن العلوم میں درس وتدریس کے فرائض سنبھالنے لگے اور بہت جلد اپنی خداداد صلاحیتوں کی بناء پر درس وتدریس اور انتظامی امور میں وہ مقام حاصل کرلیا جو بہت کم خوش نصیبوں کو نصیب ہوا کرتا ہے اور آخر میں دورہ حدیث کی بڑی بڑی کتابیں بھی آپ پڑھا رہے تھے۔ آپؒ جامع الکمالات شخصیت تھے اور خود کو اپنے شیخ ومرشد کے رنگ میں مکمل ڈبو دیا تھا۔ آپؒ ۱۷ جنوری ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ ۴۲ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ قارئین سے مولانا مرحوم کے لئے دعاؤں کی اپیل ہے۔

ضبط وترتیب:
مولانا عرفان الحق حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ

# عصر حاضر میں علماء اور طلباء کی ذمہ داریاں

## دارالعلوم حقانیہ میں مولانا ڈاکٹر سید سلمان ندوی مدظلہ کی آمد اور طلبہ دارالعلوم سے ان کا تفصیلی خطاب

مورخہ 11 اپریل 2004ء کو عالم اسلام کے بطل جلیل اور برصغیر پاک و ہند کے علمی وادبی اقلیم کے شہنشاہ حضرت علامہ سید سُلیمان ندوی قدس سرہ کے جانشین' قابل فخر فرزند' نامور محقق دانشور اسکالر اور بین الاقوامی یونیورسٹیوں کے اعزازی لیکچرار حضرت علامہ سید سلمان ندوی مدظلہ حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی خصوصی دعوت پر دارالعلوم تشریف لائے اور ایوان شریعت میں طلبہ سے تفصیلی خطاب فرمایا۔ اس موقع پر مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے تمہیدی کلمات پیش کئے اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے استقبالی اور تعارفی کلمات کہے۔ ذیل میں اس تقریب کی روئیداد و تقاریر نذر قارئین ہیں۔ .... ............ ..........................ادارہ

**تعارفی کلمات:** (مولانا عبدالقیوم حقانی)

الحمدللہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

بغیر کسی تمہید کے آج ہم غریبوں کے گھر اور جھونپڑے میں علوم و معارف کے تاجدار علامہ سید سلیمان ندوی صاحبؒ کے نسبی وروحانی اور علمی جانشین وفرزند حضرت علامہ ڈاکٹر سید سلمان ندوی دامت برکاتہم تشریف فرما ہیں۔ مولانا عالمی سطح پر دعوت وتبلیغ' درس وتدریس اور تحریر وتقریر کے میدان میں بڑے کام سرانجام دے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کے بڑے وقیع وعظیم تر مضامین اور کتابیں سامنے آئی ہیں۔ ہم نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ فقیروں کے جھونپڑے میں ایسی عظیم شخصیت وارد ہوگی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ گویا آج ہمارے ہاں ''سیرت النبی ﷺ''۔

مصنف حضرت علامہ شبلی نعمانیؒ اور حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ خود موجود ہیں۔ ہمارے اور آپ کے لئے ایسی عظیم شخصیت کی ملاقات بہت بڑی سعادت ہے۔ ایک دوسرے لحاظ سے بھی ہم ان کی آمد نیک فال سمجھتے ہیں' موجودہ حالات میں طالبان اور عالم اسلام کے تحفظ کے لئے جنگ اور مقدمہ لڑنا ایک بہت بڑے چیلنج کو دعوت دینا ہے' اس سلسلے میں حضرت مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم کی مغربی ذرائع ابلاغ کے ساتھ جو انٹرویوز ہوئے' کتابی شکل میں اس پر کام مکمل ہو کر آخری مراحل میں ہے۔ حضرت مولانا نے اس کتاب کے مسودات کو اپنے ہاتھ میں تبرکاً لیا بھی۔ اور اس سلسلے میں ہمارا حوصلہ بھی بڑھایا اور فرمایا کہ یہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

بہرحال میں حضرت مولانا کا مخدوم و مکرم حضرت مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم اور یہاں کے جملہ اساتذہ کی طرف سے ان کا شکر گزار اور ممنون ہوں۔

وہ آئیں گھر پہ ہمارے خدا کی قدرت ہے  کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

---

# حضرت مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم کا استقبالیہ خطاب

میرے عزیز طلباء میں آپ اور حضرت مولانا کے درمیان زیادہ دیر تک حائل نہیں ہونا چاہتا دراصل یہ پہلا موقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری خواہش پوری فرمادی مولانا اکثر پاکستان تشریف لاتے ہیں لیکن لاہور، کراچی اور زیادہ سے زیادہ اسلام آباد تک اپنی مصروفیات محدود رکھتے ہیں۔ ہمیں انکی آمد کا واپس چلے جانے کے بعد پتہ چلتا ہے۔ ایک عرصہ سے میری خواہش تھی کہ حضرت مولانا دارالعلوم تشریف لائیں کیونکہ خود دارالعلوم حقانیہ ایک تحریک کا نام ہے۔

**ندوۃ العلماء اور علامہ سید سلیمان ندویؒ کا موثر کردار:** جہاں سے حضرت مولانا اور انکے بزرگوں کا تعلق ہے وہ بھی خود ایک عظیم تحریک تھی' علماء کو دنیا کیساتھ ہم آہنگ بنانے، دنیا کے چیلنجوں کیلئے تیار کرنے کیلئے دارالعلوم ندوۃ العلماء ایک تحریک کی شکل میں ابھری گویا کہ وہ دارالعلوم دیوبند کی جدید شکل تھی اور ایک جدید پیرایہ تھا اور برصغیر میں اتار و چڑھاو کی بڑی تاریخ ہے اگرچہ ندوۃ العلماء کی تحریک کے بنیادی کردار علامہ شبلی نعمانی تھے لیکن اس کام کو علامہ سید سلیمان ندوی نے آگے بڑھا کر چار چاند لگادیئے آپ کا جو علمی اور تحقیقی کردار تھا وہ حضرت علامہ سید سلیمان ندوی کے ذریعہ دنیا کے سامنے آیا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم انعام اور نعمت کی شکل میں سامنے آئے جدید علوم کا دور دورہ تھا مستشرقین کی یلغار تھی اور اسلام پر مختلف پیرایوں سے جدید انداز اور جدید فلسفہ سے حملے ہو رہے تھے حضرت علامہ سید سلیمان ندوی نے علم و تحقیق کے اسلحہ سے ان کا بھرپور تعاقب کیا۔

**سیرت النبی ﷺ کا عظیم کارنامہ:** اللہ نے ان سے سیرت النبی ﷺ جیسا عظیم کارنامہ سرانجام کروایا۔ جو حضور اقدس ﷺ کے بعد چودہ سو سالہ تاریخ میں سب سے جامع مکمل اور ہر لحاظ پر پوری اتری ہوئی سیرت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے مقبولیت بخشی۔ دنیا بھر میں اسکے ترجمے ہوئے افغانستان کے بھائیوں کو بھی معلوم ہوگا سیرت النبی ﷺ پشتو میں بھی کئی جلدوں میں افغانستان کی حکومت نے شائع کی اسطرح بیشمار علم وتحقیق کے دریا انہوں نے بہا دیئے ہیں

**ہجرت پاکستان اور قرارداد مقاصد میں جدوجہد:** علامہ سید سلیمان ندوی جو کہ بعد میں پاکستان تشریف لائے اور پاکستان کی پہلی دستوری جدوجہد کی داغ بیل ڈالنے میں حصہ لیا۔ یہ قرارداد مقاصد یا جو بھی اسلامی نقشے یا بائیس نکات ہیں اور پاکستان کو اسلامی منہج پر ڈالنے کی جو ابتدائی کوششیں ہوئیں اس میں ان کا برابر کا حصہ رہا۔ حضرت علامہ نے اپنے ملک کو اسی خاطر چھوڑا تھا، وہ نہیں چاہتے تھے لیکن یہاں کے حالات اور جو دین کے تقاضے تھے اسکی وجہ سے مجبور ہو کر حضرت علامہ نے دارالمصنفین کی شکل میں علم وتحقیق کی گلشن بسائی۔ دارالمصنفین کا اب تک دنیا پر احسان ہے ہزاروں تحقیقات تاریخ وسیرت پر مبنی جدید موضوعات پر مسلسل کتابیں شائع ہوئیں انکا رسالہ معارف علم وتحقیق کا معراج ہے سو سال سے زیادہ اسکو عرصہ گزر چکا ہے۔ دارالمصنفین اعظم گڑھ دین علم وعمل اور تحقیق کی ایک گلشن اور گلستان انہوں نے بنایا تھا یہ حضرات جسطرح مچھلی دریا سے باہر گزارا نہیں کرسکتی ایسے ماحول سے باہر نہیں رہ سکتے تھے کراچی جیسے خشک، بےنور، مغربی ماحول اور شہر کے ہنگاموں میں انکا بیٹھنا ایسا تھا جیسا کہ مچھلی کو دریا سے باہر نکالنا لیکن انہوں نے یہ سب کچھ برداشت کیا تاکہ پاکستان کی اسلامی نظام کی طرف کوئی پیش قدمی ہو۔

**علامہ سید سلیمان ندوی کا علمی، روحانی ونسبی یادگار:** بہرحال ہم حضرت علامہ رحمۃ اللہ کے علمی روحانی اور نسبی یادگار مولانا ڈاکٹر سلمان ندوی کے ممنون ہیں کہ انہوں نے ناچیز کی دعوت پر یہاں آنا قبول کیا۔ کل اسلام آباد میں ''مولانا ابوالحسن علی ندوی سیمینار'' میں انکے ساتھ تھا مولانا کو بھی دارالعلوم سے اور اسکے جہادی وعلمی تشخص سے گہرا لگاؤ اور محبت ہے، ہمیشہ خط وکتابت میں محبت سے ذکر کرتے اور خواہش ظاہر کرتے ہیں کہ دارالعلوم میں انکا آنا ہو بہرحال اللہ تعالیٰ نے ہمیں آج یہ موقع دیا ہم انتہائی ممنون وشکرگزار ہیں اور دیدہ ودل فرش راہ کئے ہوئے ہیں میں تمام طلبہ وعلماء واساتذہ ومنتظمین کی طرف سے دلی شکریہ ادا کرتا ہوں اور خوش آمدید کہتا ہوں۔ یہ پہلی دفعہ آنا ہوا ہے اور مولانا کو جلد واپس جانا بھی ہے میری خواہش ہے کہ آئندہ مولانا تشریف لائیں تو کم از کم دو تین دن آپکے پاس بیٹھیں اور آپ ان سے استفادہ کریں انشاء اللہ مولانا نے وعدہ کیا ہے کہ آئندہ دارالعلوم کیلئے تفصیل سے وقت نکال کر آئیں گے۔ ہم سب ان کے شکرگزار ہیں اللہ انکے علم وعمل میں ترقی عطا فرمائے۔ اور انکے عظیم والد کی طرح چاردانگ عالم ان کے ذریعہ بھی منور ہو۔ واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

# ڈاکٹر سید سلمان ندوی صاحب مدظلہ کا خطاب

نحمده ونستعينه ونستغفره ونومن به ونتوكل عليه ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنامن يهده الله فلامضل له ومن يضلله فلاهادى له واشهدان لااله الا الله واشهدان محمداً عبده ورسوله، اما بعد فاعوذبالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم۔ اقراء باسم ربك الذى خلق o خلق الانسان من علق o اقراء وربك الاكرم o الذى علم بالقلم علم الانسان مالم يعلم۔ صدق الله العظيم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

**مدرسہ حقانیہ کا قرض اور والد ماجد کی نسبت:** مدرسہ حقانیہ میں میرا آنا ایک زمانہ سے مجھ پر قرض تھا اور الحمدللہ کہ آج حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی کی کرم نوازی سے یہ قرض بے باق ہوا۔ مجھے الحمدللہ اپنے بارے میں کوئی غلط فہمی نہیں اور مجھے اسکا پورا احساس ہے کہ آپ حضرات اساتذہ، اور حضرت مولانا نے میرے ساتھ جو اکرام کا معاملہ کیا وہ میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے ہے اور آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس نسبت کا صحیح طور پر حقدار بھی بنادے دار العلوم حقانیہ کا نام اور خود اکوڑہ خٹک کا نام تو ایک زمانے سے سن رکھا تھا اور جس نے بھی حضرت مولانا علی میاں کی کتاب ''سیرت سید احمد شہید'' پڑھی ہوا سے ان علاقوں کا علم ہوتا ہے۔

**ماہنامہ ''الحق'' اور مولانا سمیع الحق سے براہ راست تعلق:** لیکن چند سال ہوئے غالباً کسی رسالے میں میرا کوئی مضمون دیکھا ہو جس میں میرا ایڈریس تھا تو حضرت مولانا نے اپنی عنایت سے الحق رسالہ بھیجنا شروع کیا اس لحاظ سے براہ راست ایک تعلق کی شکل نکل آئی خیر میں حضرت مولانا کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے کام اور نام دونوں سے واقف تھا اور پھر ان کے انتقال کے بعد حضرت مولانا سے براہ راست خط وکتابت کا موقع ملا مجھے اتنا یاد ہے کہ جو پہلا خط میں نے حضرت مولانا کی خدمت میں بھیجا تھا اس میں شکایت کی تھی کہ یہاں پاکستان میں علماء کی کوئی موثر آواز اور پلیٹ فارم نہیں جسکے ذریعہ سے وہ آواز ان مقامات پر پہنچائی جاسکے جہاں اسکا پہنچنا ضروری ہے اسطرح سے خط وکتابت کا سلسلہ چلا اور الحق کے ذریعہ مجھے حق باتیں ملنے اور پڑھنے کو بھی ملیں۔ ہر وہ مسلمان جو دنیا کے کسی بھی حصے اور کونے میں ہوں جسے عالم اسلام اور خاص طور پر افغانستان میں انقلاب اور انقلاب کی تاریخ سے قلبی اور ذہنی لگاؤ تھا اور ہے تو اس سلسلہ میں الحق بہت ہی مدد ومعاون ثابت ہوا اور اب بھی اس سے وہی ذہنی اعانت اور فکری سوچ ملتی ہے۔

**مدارس دینیہ اور یونیورسٹیوں کے مقاصد الگ الگ:** آپ حضرات جس مدرسہ میں پڑھ رہے ہیں اور آپ نے سوچ سمجھ کر اس مدرسہ میں داخلہ لیا ہوگا۔ اس مدرسے کی تعلیم کا مقصد اور مطمع نظر اور ذریعہ تعلیم اور جو علم آپ حاصل

کررہے ہیں وہ عام جامعات سے مختلف ہے۔ مدارس جیسی درسگاہوں میں قربانی کا تصور خواہ وہ مالی ہو جسمانی ہو فکری ہو ذہنی ہو تعلیمی ہو وہ جامعات (یونیورسٹیوں) سے مختلف ہوتا ہے آپ کے ہاں مدارس میں جو طلباء ہیں ان پر اپنے نان نفقہ کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی ہے لیکن مدارس کے جو مہتمم اور ان کے جو منتظمین ہیں ان کے کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہے کہ دو ہزار طلباء کو دو پہر اور شام کا کھانا کیسے پہنچایا جائے اور کہاں سے یہ نقد رقم ملے جس کے ذریعہ یہ انتظام کیا جاسکے تا کہ آپ ان امور سے فارغ رہ کر یکسوئی کے ساتھ ہمہ تن علم کی طرف متوجہ رہیں ان حضرات نے اپنے کندھوں پر یہ ذمہ داری لے رکھی ہے۔ اسکے برخلاف جامعات اور دوسری یونیورسٹیوں میں اس کا نظم دوسری قسم کا ہوتا ہے وہاں طلباء سے فیس بھی لی جاتی ہے اور ان کو سکالرشپ بھی ملتا ہے اور بعض بعض اداروں میں بڑے کروفر اور ٹھاٹ باٹ سے یہ لوگ رہتے ہیں ان کے ہاں ایک علمی تعیش ہوتا ہے لیکن جس چیز کی طرف میں آپکی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ کئی معاملوں میں مدارس اور جامعات دو مختلف چیزیں ہیں انکا مقصد دوسرا اور ذریعہ حصول مقصد دوسرا ہے۔

**دیوبند ندوہ اور علی گڑھ اکبر الہ آبادی کے الفاظ میں:** اکبر الہ آبادی ایک مرتبہ تین مختلف اداروں جو تین مختلف ردعمل سے انگریزوں کی آمد پر ہندوستان میں قائم ہوئے۔ ایک دیوبند کی شکل میں نمودار ہوا جہاں تحفظ دین کا مسئلہ تھا۔ دوسری علیگڑھ یونیورسٹی جسمیں مسئلہ انگریز قوم جو کہ یہاں فاتح قوم تھی اس کی ایڈمنسٹریشن میں فٹ ہونیکا مسئلہ تھا۔ اور تیسرا تخیل ندوۃ العلماء کا تھا جو کہ دونوں نظریوں کو ملانا چاہتا تھا اور ایک فکری انقلاب پیدا کرنا چاہتا تھا اس سے اکبرالہ آبادی نے دیوبند کو ایک ''قلب دردمند'' ندوہ کو ''زبان ہوشمند'' اور علیگڑھ کو ''معزز پیٹ'' کے نام سے یاد کیا تھا۔

**اولین وحی اور سوالات کے جوابات:** جو آیات میں نے آپ کے سامنے تلاوت کیں وہ پہلی وحی ہے ان آیات کا جو پہلا لفظ ہے اقراء وہ اس زمانے میں ایک عجیب اور نامانوس سی چیز معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ رسول اللہ ﷺ کے ذہن میں کچھ سوالات تھے وہ ان سوالات کے جوابات چاہتے تھے۔ عرب جو اس زمانے میں تھے ان کے ذہن میں بھی اس قسم کے سوالات پیدا ہوتے تھے مگر ان کے پاس سوچنے سمجھنے اور فکر و تدبر کرنے کا وقت نہیں تھا اور یہی حالات آج بھی ہیں۔ خود عوام اور مسلمانوں تک یہی چیز ہے کہ ذہن میں سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ ہمارا خالق کون ہے؟ ہمارے خلق کا مقصد کیا ہے؟ ہم کہاں واپس جائیں گے؟ موت کیا ہوتی ہے؟ ہمارا دائرہ عمل کیا ہے؟ یہ تمام سوالات ہمارے ذہن میں بھی پیدا ہوتے ہیں لیکن چونکہ ہمیں اس کے جواب کیلئے سوچنے فکر کرنے اور تدبر کا وقت نہیں ملتا اس لئے ہم اس سے صرف نظر کر کے آگے بڑھ جاتے ہیں لیکن جب اچانک کوئی حادثہ پیش آتا ہے کوئی صدمہ پیش آتا ہے، کوئی زلزلہ پیش آتا ہے یا کوئی ایسا فطری تغیر پیدا ہوتا ہے اس وقت اچانک یہ خیال آتا ہے کہ کچھ تو ہو ارسول ﷺ کے ذہن میں بھی سوالات تھے اسلئے آپ غار حرا تشریف لے جاتے تھے وہاں تحنث کرتے ،فکر و تدبر کرتے ،سوالات کے جوابات چاہتے تھے اور جب وحی نازل ہوئی تو ان سوالات کے جوابات مل گئے اگر جوابات نہ ملتے تو رسول ﷺ کیسے

مطمئن ہوتے اور پھر اگر خود مطمئن نہ ہوتے تو دوسروں کو کیسے مطمئن کراتے اسلئے سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا خالق کون ہے؟ مخلوق کون ہے؟ اور وہ خود کیا ہیں انکا مقصد کیا ہے۔ بہرحال وحی میں اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف کروایا کہ وہ خالق ہے اقرا باسم ربک الذی خلق اور یہی سوال تھا اور عجیب چیز یہ ہے کہ جو دوسری آیت ہے خلق الانسان من علق بظاہر اس کی کوئی ضرورت تو نہ تھی اسلئے کہ انسان بھی ایسا ہی مخلوق ہے جیسا کہ اور چیزیں مخلوق ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ فرمادیا کہ میں ہی خالق ہوں پڑھ اپنے رب کے نام پر جس نے پیدا کیا۔ اگر دوسری آیات نہ بھی ہوتی ظاہر ہے کہ انسان بھی شجر وحجر کی طرح ایک مخلوق ہے۔ ہر وہ چیز جو دنیا میں پیدا کی گئی ہے مخلوق ہی ہے۔لیکن ہمارا ایمان واعتقاد اور قرآن کا یہ اعجاز ہے کہ قرآن مجید کا ہر ہر لفظ اور آیت جو مکرر ہو اسکا کوئی خاص مقصد ہوتا ہے۔اس لئے جو دوسری آیت ہے خلق الانسان من علق کی وہ بہت ضروری تھی اس لئے کہ وحی کا مخاطب انسان تھا اور انسان دوسری مخلوقات سے مختلف تھا

دنیا میں دو قسم کے مخلوق ہیں ایک تو وہ مخلوق جس کا دائرہ عمل پہلے سے طے شدہ ہے وہ اپنے دائرہ عمل سے نکل نہیں سکتے فرشتے گناہ نہیں کرسکتے پانی بہے گا آگ جلائے گی یہ ساری پراپرٹیز (خصوصیات) ہیں جو ان میں رکھ دی گئیں ہیں۔ وہ اس سے انحراف نہیں کرسکتے سورج نکلے گا غروب ہوگا' چاند نکلے گا غروب ہوگا' ستارے نکلیں گے رات آئے گی' دن جائے گا' یہ تمام چیزیں ہیں اور ان میں کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ صاحب آج میں تھک گیا ہوں آج میں نہیں نکلونگا ان کا دائرہ عمل طے ہے وہ کرتے رہینگے اور اس لئے کفار کے بارے میں آتا ہے کہ وہ روز قیامت کہیں گے یالیتنی کنت ترابا کاش ہم پتھر ومٹی ہوتے یعنی مکلّف نہ ہوتے اور ایک دائرہ کار کے پابند رہتے تو یہ سوال جواب تو ہم سے نہ ہوتا لیکن انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک ممتاز درجہ عطا فرمایا ان کو فکر وتدبر اور عقل دی جسکی بدولت وہ دیگر مخلوقات سے ممتاز ہوا اور جب یہ طے ہوگیا تو اب آیت کا مقصد سمجھ میں آتا ہے لیکن اگے چل کر قرآن جو کہتا ہے علم الانسان مالم یعلم دوبارہ انسان کا ذکر علم کے سلسلے میں کیا جارہا ہے اب علم میں کیا چیز ہے ایک تو وہ چیز جو سیکھی جائے ،ایک سکھانے والا چاہئے ،ایک سیکھنے والا چاہئے۔۔۔تو ہمارے ہاں تینوں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں جو چیز سیکھی جائے اور پھر سکھانے والا اور اسکا پڑھنے والا سیکھنے سکھانے کے بارے میں جو حدیث ہے۔خواہ وہ حدیث ضعیف ہو یا اس کی اسناد پر کوئی گفتگو کر بھی لی جائے لیکن اس کا جو معنی ہے وہ صحیح ہے انسان روزانہ سیکھتا ہے بچہ روزانہ سیکھتا ہے بوڑھے ہونے کے بعد بھی سیکھتا ہے بلکہ میں ایک قدم اور آگے بڑھاتا ہوں کہ مرنے کے بعد بھی آدمی سیکھتا ہے وہاں بھی نئی نئی چیزیں پیدا ہوتیں ہیں تو جہاں تک سیکھنے کا تعلق ہے اس سے نجات نہیں خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم سیکھتا تو ہے اب اس کے بعد مسئلہ اتنا رہ جاتا ہے کہ کس چیز کیلئے اسکا مقصد کیا ہے؟ علم کے دیئے جانے کے بارے میں اللہ تعالیٰ ایک مقام پر فرماتے ہیں وما علمتہ الا قلیلا تمہیں علم کا تھوڑا سا حصہ دیا گیا تو آپ یہ خیال فرمائیں گے

کہ تھوڑے سے حصے کے دیئے جانے پر انسان خدا بننے کو تیار ہے۔ قرآن کی ایک دوسری آیت میں علم کی زیادت کے لئے دعا کی تلقین کی گئی ہے قل رب زدنی علما آپ یہ بتائیں کے ان آیات کے اولین مخاطب کون لوگ تھے۔ صحابہ حضور ﷺ کے وساطت سے اولین مخاطب تھے۔ اور صحابہ سے یہ کہا جارہا ہے کہ تم یہ دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں علم عطا فرمائے اور پھر حدیث میں مزید تاکید فرمائی کہ اسطرح دعا کرواے اللہ ہمیں علم نافع عطا فرمائے۔ لیکن ایک بات سمجھنے کی ہے جسکے لئے میں نے تمہید باندھی کہ علم کا حاصل کرنا بنفس نفیس خود کوئی مابہ الامتیاز چیز نہیں علم تو شیطان کو بھی حاصل تھا اسی لئے اس نے بحث بھی کی تو علم حاصل کرنا خود کوئی غیر معمولی چیز نہیں وہ تو غیر مسلم بھی حاصل کرتے ہیں لیکن کس چیز کیلئے حاصل کیا جائے کس کے نام پر اور کیا آپ خود اس سے نفع اٹھا سکتے ہیں کسی دوسرے کو نفع آپ پہنچائیں گے اسلئے حدیث میں علم نافع کا ذکر آتا ہے ایسا علم جس سے نفع پہنچ سکے اور جس سے نقصان پہنچے وہ بیکار ہے اور یہ طے ہو چکا ہے۔ رومی کا شعر ہے ۔ علم رابرتن زنی مارے بود علم را برجاں زنی یارے بود

کہ اگر علم کو تعیش جسمانی اور اپنے ترفع کیلئے استعمال کروگے تو وہ تمہارے لئے سانپ بن جائیگا اور سانپ بن کر ڈسے گا لیکن اگر اسکو اپنے ایقان کے ساتھ قلب پر وارد کرو اور اسے ایمان کی سلامتی کیساتھ استعمال کروگے تو وہ تمہارا دوست بن جائیگا۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر دوسرا مرحلہ یہ آتا ہے کہ جب آپ یہاں مدرسے سے فارغ ہو کر نکلتے ہیں تو عام طور سے یہ تاثر ہوتا ہے کہ اب ہم فارغ ہو گئے الحمدللہ ہم عالم ہو گئے ایک زمانہ تھا جب اسکے لئے مولوی کا لفظ استعمال کیا جاتا تھا مولوی کے بعد مولانا کا لفظ استعمال ہوا پھر علامہ کا لفظ آیا۔ اور رفتہ رفتہ اور بہت سے خطابات اس میں شامل ہوتے چلے گئے لیکن اصل خطاب تو وہ ہے جو امت آپکو دے آپ اگر خود اپنے نام کیساتھ لگائیں گے تو وہ کچھ بھی نہیں اور قابل اعتبار نہیں اسکا مقصد یہ ہوا کہ جو علم آپ نے حاصل کیا اگر وہ صرف علم رہا بغیر تربیت، بغیر جذبہ احسان کے، بغیر تقوی کے اگر آپ نے علم کا حصول کیا اور اس علم کو آپ نے بدون مذکورہ خصوصیات کے استعمال کیا تو پھر وہ علم آپکے لئے نافع نہیں۔

<u>علماء میں انتشار و بے برکتی کا سبب:</u> ہمارے والد ماجد سے کسی نے سوال کیا کہ اخر کیا وجہ ہے کہ آج کل کے جو نئے اور تازہ متخرجین علماء ہیں ان میں اسلاف جیسی برکت نہ رہی اور ان میں انتشار بھی ہے اور یہی تاثر عام حلقوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی صاحب محدث نے ایک جگہ اسی مسئلہ پر گفتگو بھی فرمائی ہے۔ اسلاف میں حضرت مولانا زکریا اور انکے استاد کا رشتہ دیکھ لیجئے، ہمارے والد ماجد اور مولانا شبلی کا رشتہ دیکھ لیجئے، اور دوسرے حضرات کا دیکھیے، یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے اپنے استاد کے کہنے پر اپنے عیش اور آرام کو چھوڑ دیا۔ اور پوری عمر ان کے ساتھ گزار دی مولانا شبلی کا انتقال نومبر ۱۹۱۴ء میں ہوا اور ہمارے والد ماجد اس وقت فارغ ہو کر دکن کالج میں السنہ شرقیہ کے استاد تھے ا۔ اس زمانے کے لحاظ سے (۱۲۔۱۹۱۱ء) ان کی تنخواہ آج کے لاکھوں کے برابر تھی مولانا شبلی کا جب

انتقال ہوا تو انہوں نے سیرت کا سلسلہ شروع کیا ہوا تھا اور قبل از وفات فرمایا کہ سیرت کا یہ مسودہ ان تین حضرات یعنی ہمارے والد ماجد یا مولانا حمید الدین فراہی یا مولانا ابوالکلام آزاد میں سے کسی ایک کے حوالے کیا جائے ہمارے والد ماجد پہلے پہنچ گئے ان کو سیرت کا وہ مسودہ دے دیا اور کہا کہ پہلے اس کی تکمیل کرو دکن کالج پونہ کی نوکری جہاں سو سوا سو مشاہرہ تھا' چھوڑ دی اور ۲۵، ۳۰ روپیہ ماہانہ پر اعظم گڑھ دارالمصنفین میں قیام کیا۔ ۱۹۱۶ء میں پھر ''معارف'' نکلنا شروع ہوا۔ یہ ایثار وقربانی جامعات کی یونیورسٹیوں میں کہاں ملتی ہے؟ یہ ایثار وقربانی ان چٹائی والے مدارس کی ہے۔

علم نبوت اور نور نبوت: آمدم برسر مقصد ہمارے والد ماجد نے اس سوال کا جواب دیا کہ آخر یہ علماء میں کمزوری کیوں ہے؟ فرمایا کہ دیکھئے ایک تو ہے علم نبوت اور ایک ہے نور نبوت۔ علم نبوت تو مدارس میں حاصل ہو جاتی ہے لیکن نور نبوت حاصل نہیں ہوتی نور نبوت کا مطلب تزکیہ واحسان اپنے قلب میں تقویٰ، خوف اور خشیت الٰہی کی کیفیت پیدا کرنے کا نام ہے' جو انسان کو سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔ اس لئے علم بدون عمل کچھ نہیں جہاں تک علم کا تعلق ہے چاہے عیسائی ہو یا یہودی وہ بھی تو علم حاصل کرتے ہیں۔ ایک بہت مشہور ڈچ سکالر جس کا نام اے جے ونسنگ ہے اس نے ۷، ۸ ضخیم جلدوں میں احادیث نبویہ کا انڈکس تیار کیا ہے جسکا نام ہے معجم المفہرس لالفاظ الاحادیث النبویہ صحاح ستہ کے علاوہ مسند امام احمد ابن حنبل اور موطا امام مالک کو اس میں پیش نظر رکھا گیا اور اس طرح اس نے آٹھوں احادیث کے مجموعوں کا اشاریہ بنایا۔ اس کے تیار کرنے کیلئے اس نے ان آٹھوں مجموعوں کے احادیث کو لفظاً لفظاً پڑھا۔ تب جا کر یہ اشاریہ تیار ہوا' لیکن وہ مسلمان تو نہیں تھا۔ بعض غیر مسلم لوگوں نے قرآن پاک کے تراجم کئے۔ ایک بہت بڑے مشہور انگریز مستشرق نے بھی قرآن کا ترجمہ کیا۔ قرآن کی ہر آیت کو اس نے لفظاً لفظاً پڑھا ہے لیکن وہ مسلمان تو نہیں تھا ...... بہرصورت اخلاص اور تقویٰ اور احسان کی کیفیت پیدا کرنی ہوگی اور اس کے لئے کسی کے ساتھ آپ کو بیٹھنا پڑے گا اور باقاعدہ سیکھنا ہوگا تو پھر آپ علم کو اپنی صحیح جگہ پر استعمال کر سکتے۔ اگر آپ ایسا نہیں کر سکے تو آپ اپنے مقصد میں ناکام رہے اسلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ اپنے اندر وہ جذبہ پیدا کریں اور ظاہر ہے کہ یہ جذبہ ایثار وقربانی سے حاصل ہوگا اور اس کیلئے اپنے آپ کو تربیت کے ان تمام منازل ومراحل سے گزارنا ہوگا جو اس کا مطالبہ کرتی ہے۔ بڑے بڑے علماء اساطین علم آخر ان کو کیا ضرورت پڑی کہ انہوں نے اپنے تمام ترعلمی کمال اور پہاڑ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کسی استاد کے حوالے کیا' خواہ وہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی ہو مولانا زکریا ہو خواہ وہ کوئی اور ہو۔ ہر شخص کسی نہ کسی منزل پر پہنچ کر پھر اس کی تلاش کرتا ہے آپ حضرات نوجوان ہیں بہت مشہور طویل حدیث ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سات لوگ قیامت کے دن اللہ کے عرش کا سایہ کے نیچے ہونگے۔ یوم لاظل الاظلہ، جب کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔ حدیث میں جو پہلی کیٹیگری امام عادل کی ہے وہ تو سمجھ میں آتی ہے، اسلئے کہ اس نے اپنے کندھے پر پوری رعایا کا بوجھ لیا ہے اسلئے حضرت عمرؓ مدینہ کی گلیوں میں خلافت کے بعد روتے

پھرتے اور کہتے کہ کوئی ایک بکری یا بھیڑ اگر بھوکی رہی تو اس کا جواب بھی مجھے دینا ہوگا۔ حضرت ابوبکرؓ اپنی خلافت کے بعد گلیوں میں دوڑتے پھرتے کہ مجھ سے یہ منصب لے لو یہ منصب بڑی ذمہ داری کا ہے۔ تو امام عادل سمجھ میں آتا ہے لیکن دوسری کیٹیگری وہ عجیب معلوم ہوتی ہے کہ اور تمام کیٹیگریز اسکے بعد میں آتے ہیں اور وہ ہے شاب نشاء فی عبادة الله ایک ایسا نوجوان جسکی زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزری ہو یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت آزمائش ٹھہری کہ صاحب اسکے ذریعے تمہارا امتحان ہوسکتا ہے۔ آپ حضرات نوجوان جو یہاں سے فارغ ہوکر نکل رہے ہیں تو آپکی زندگی، طرز حیات اور جو علم حاصل کیا یہ تمام چیزیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے ہونی چاہیے۔

**نصاب سے جہادی آیات کے نکالنے کا مسئلہ:** آج کل کے اخباروں میں ہنگامہ ہے کہ مدارس کے نصاب کو تبدیل کیا جائے یہ بھی خبریں ہیں کہ سکولوں کے نصاب سے جہاد کی آیتیں نکالی جارہی ہیں بدر اور احد کے واقعات نکالے جارہے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ تو نکال دینے سے کیا فرق پڑتا ہے قرآن سے تو نہیں نکال سکتے ہیں قرآن کی آیات تو موجود ہیں۔ ابھی یہ قاری صاحب نے تلاوت فرمائی ان الذین قالو ربنا الله ثم استقامو، استقامت کا مطلب کیا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت میں جو بھی قربانیاں پیش آئیں وہ پیش کرنی ہونگی صحابہ نے کرکے دکھائیں۔

**جہاد کا وسیع مفہوم اور فکری جہاد:** خواہ عملی جہاد ہو، قلمی ہو، علمی ہو، فکری ہو لیکن جہاد سے مفر نہیں ہے۔

یہ تو انگریزوں اور انگریزی پڑھے لکھے مسلمانوں نے جہاد کے مفہوم کو تنگ اور محدود کردیا کہ جہاد کا اصل معنی صرف یہی ہے کہ جہاد تلوار سے کیا جائے۔ یہ صحیح ہے کہ تلوار کا جہاد افضل ہے، اس لحاظ سے کہ جب اس کا موقع آئے تو وہ ہی کرنا ہوگا لیکن جہاد کا مطلب آپ کا اللہ کے راستے میں علم کی قربانی دینا بھی ہے۔ آپ نے اگر راستہ سے پتھر ہٹادیا تو وہ بھی جہاد ہے۔ جہاد کے سلسلے میں اسلام کے کئی محاذ ہیں لیکن اس میں سب سے بڑا جہاد جس کا ذکر مولانا ابوالحسن علی ندوی نے بھی کیا ہے وہ غزوۃ الفکری ہے۔ جو فکری انحطاط، فکری لامذہبیت ولادینیت ہے اس کے خلاف آپ کو جہاد کرنا ہے۔ آپ یہاں پڑھ رہے ہیں آپ کو یہ معلوم نہیں کہ یہ زہر کہاں سے آرہا ہے؟ اور کہاں کہاں پھیل رہا ہے؟ اور اس زہر کا تریاق کیا ہوگا؟ تو آپ کیسے جہاد کریں گے؟

**میثاق مدینہ کو سیکولر معاہدہ کہنے والے:** پچھلے سال کا واقعہ ہے میں ''ڈان'' اخبار میں ایک مضمون دیکھ رہا تھا جس میں یہ ذکر تھا کہ میثاق مدینہ ایک سیکولر قسم کا معاہدہ تھا یعنی دوسرے لفظوں میں مطلب یہ تھا کہ پاکستان میں سیکولرزم کو رائج کیا جائے۔ کیونکہ یہاں پر غیر مسلم بھی رہتے ہیں اور نمونہ کے طور پر انہوں نے میثاق مدینہ کا حوالہ دیا کہ میثاق مدینہ ایک سیکولر قسم کا معاہدہ تھا تو اگر نبی وقت سیکولر کا معاہدہ کرسکتا ہے تو ہم کیوں نہیں کرسکتے۔ دیکھئے کتنی بیوقوفی اور ایمان کی کمی اور کمزوری کی بات ہے کہ نبی وقت سے یہ توقع رکھی جائے کہ وہ سیکولر معاہدہ کرے گا۔ اگر میثاق

مدینہ کوئی بنظر غور دیکھے اور سمجھے تو اس میں کون سا سیکولرزم تھا۔ عربی کا ایک لفظ ہے امۃ اس کو انہوں نے قوم کے نام پر ترجمہ کرتے ہوئے استعمال کیا۔ کیا عربی زبان کا جان لینا کسی کو تفسیر کا حق دیتا ہے؟ جواب نفی میں ہے۔ اگر صرف زبان کسی علم کے حاصل کرنے کیلئے معیار ہے۔ تو میں بھی انگریزی جانتا ہوں' کیا میں انگریزی کی اصطلاحات اور انگریزی ٹرمینالوجی کی تشریح کرسکتا ہوں؟ نہیں کرسکتا ہوں۔ اگر ایک وکیل غیر وکیل کو حق نہیں دیتا کہ وہ ان کے قانون کی تشریح کرے تو وہ یہ حق اپنے آپ کے لئے کیسے لے لیتا ہے کہ صاحب عربی جاننے کے بعد سب کچھ ہمارے لئے سہل ہوگیا۔ یہ کتنی بیوقوفی کی بات ہے بہرحال اس فکری حملے سے نمٹنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ ان حالات سے واقفیت پیدا کریں اور حالات عامۃ کا مطالعہ کریں اور ایسے مجلّے اور رسالے زیر نظر رکھیں' آپ کے اساتذہ ہیں' ان سے سمجھنے اور سیکھنے کی کوشش کریں۔ آپ کو یہاں سے نکل کر اُس میدان میں جانا ہے۔ جہاں جنگ ہی جنگ ہے۔

**گوشہ نشینی کا وقت نہیں:** میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جب رسول اللہ ﷺ غار حرا پر تشریف لے گئے اور ان کو پہلی وحی مل گئی۔ تو کیا رسول اللہ ﷺ اس پہلی وحی لینے کے بعد دوبارہ غار حرا تشریف لے گئے؟ اس کے بعد آپ کا غار حرا سے کوئی تعلق نہ تھا اس لئے کہ اب جو جنگ لڑنی تھی یا ایھا المدثر قم فانذر اب جو جنگ سڑکوں، گھروں، بازاروں، جنگلوں میں لڑی جارہی تھی۔ اب تحنث' قفس گیری اور گوشہ نشینی کا وقت نہ تھا یہ عملی جہاد کا وقت تھا۔ جب آپ اپنے اس قلعے سے باہر نکلیں گے اور جس میدان میں آپ کو جانا ہے وہاں جنگ ہی جنگ ہے۔ اس جنگ کی تیاری کیلئے آپ کو فکری مطالعہ بڑھانا ہوگا اور ان کے جوابات کیلئے آپ کو تیاری کرنی ہوگی کوئی آپ کی یہ بات نہیں سنے گا کہ میں فلاں مدرسے کا طالب علم ہوں اور وہ ادارہ مستند ہے۔ اس کے لئے دلائل کے ہتھیار سے اپنے آپ کو لیس کرنا ہوگا۔ تب ہی آپ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اقبال کا شعر ہے ؎

ہم نے سوچا تھا کہ لائے گی فراغت تعلیم　　کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

تو ان کا مطمع نظر کچھ اور ہے اور آپ کا کچھ اور۔ تو جب مطمع نظر کا فرق ہے۔ تو پھر آپ کو وہ ذرائع استعمال کرنے ہوں گے جس سے آپ کامیاب ہو سکیں۔ اس کے ساتھ میں اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں۔ اور آپ سے درخواست کرتا ہوں میرے لئے بھی دعا فرمائیں میں بھی اس کا مستحق ہوں اور اگر آپ تک یہ بات پہنچ گئی اور آپ اس کو سمجھ گئے تو میں سمجھوں گا کہ الحمدللہ کامیابی حاصل ہوئی۔ اقبال کا ایک شعر ؎

خرد نے کہہ بھی دیا لاالہ تو کیا حاصل؟　　دل ونگہ جو مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

اگر آپ کی نگاہ' دل، فکر، ذہن' خیالات اور جسم نہیں بدلا تو پھر آپ گھاٹے میں ہیں۔ جو ہمارے یہاں مسلمان ہیں وہ اپنے آپ کو بڑے عالم سمجھتے ہیں لیکن ان کا ذہن اصلاً مغربی افکار کا گھر ہوتا ہے۔ ان پر مغربی افکار کی وجہ سے ایک رعب سا طاری ہوتا ہے۔ آپ پر الحمدللہ وہ رعب نہیں۔ آپ لوگوں کا مصالحہ تیار ہے اور مصالحہ تیار ہو تو اس مصالحے اور بارود کا صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو وہ نشانہ پر صحیح پہنچے گا۔

درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط و ترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

# اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
## جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

## باب ماجاء فی النفقة علی البنات :
### بیٹیوں پر خرچ کرنے کا بیان

گزشتہ ابحاث میں عمومی طور پر اولاد کے ساتھ محبت اور ان کے ساتھ رحمت و شفقت کی ترغیب دلائی گئی، جو لڑکوں اور لڑکیوں سب کو شامل ہے، لیکن اس تعمیم کے بعد تخصیص کے ساتھ بعض وہ روایات ذکر کی جاتی ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ نے لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک، رحمت و شفقت کی ترغیب اور اس پر مرتب اجر و ثواب کے متعلق ارشاد فرمائی ہیں، امام ترمذیؒ اس باب میں پانچ احادیث لائے ہیں، جن میں نبی کریم ﷺ نے لڑکیوں کو کھلانے پلانے اور پرورش کرنے ان کے ساتھ حسن معاشرت کو جہنم سے نجات اور دخول جنت کا سبب قرار دیا ہے، کیونکہ لڑکیاں لڑکوں کی بہ نسبت زیادہ قابل رحم ہیں۔

حقوق نسواں کے بلند بانگ دعویٰ کرنے والے ذرا رحمۃ للعالمین ﷺ کے لائے ہوئے دین میں عورت کو دیئے گئے حقوق کا انصاف کی نظر سے مطالعہ کریں، تو معلوم ہوگا کہ اسلام نے عورت کو وہ مقام عطا کیا ہے، جو کسی بھی مذہب یا کسی قانون میں اس کو نہیں ملا، دور جاہلیت کے ظلم و ستم سے، دین اسلام نے عورت کو نجات دلائی۔

**اسلام سے پہلے عورت پر روا رکھے جانے والے مظالم کا اجمالی خاکہ:**

زمانہ جاہلیت میں عورت کی حیثیت، مرد کے مملوک مال و متاع اور گھریلو استعمال کی چیزوں سے زائد نہ تھی، چوپاؤں کی طرح عورت کی بھی خرید و فروخت ہوتی رہتی تھی۔ عورت کو اپنے ماں باپ دادا، اور دیگر رشتہ داروں کی میراث میں کوئی حصہ نہیں ملتا تھا، بلکہ خود عورت میت کے دیگر اموال متروکہ کی طرح مالِ وراثت سمجھی جاتی تھی، قرآن کریم نے اس رسم کی تردید فرمائی اور اسے ناجائز و ممنوع قرار دے دیا: ولا یحل لکم أن ترثوا النساء کرھا (النساء:۱۹)
ترجمہ: حلال نہیں تمہارے لئے کہ میراث میں لے لو عورتوں کو زبردستی سے۔

بسا اوقات باپ کا بڑا بیٹا (جو کہ دوسری عورت سے ہو) باپ کے مرنے کے بعد اس کی منکوحہ کے ساتھ نکاح کرتا تھا' اس خیال سے کہ یہ باپ کی ترکہ کی ایک مخصوص چیز ہے' جس کا بڑا بیٹا حقدار ہے' قرآن کریم نے اس قبیح رسم پر پوری شدت سے پابندی لگائی اور تا قیامت اس کو ممنوع قرار دے دیا۔

ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم من النساء الا ما قد سلف انه کان فاحشة ومقتا وساء سبیلاً (النساء ۲۲) ترجمہ: ''اور تم نکاح مت کرو' ان عورتوں سے جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو۔ مگر جو بات گزر گئی ہے گزر گئی' بے شک یہ بڑی بے حیائی ہے اور کام ہے غضب کا' اور بہت برا طریقہ ہے''

عورت کو اپنے نکاح اور شادی میں کسی قسم کا اختیار نہ تھا' اس کے ولی اور سرپرست' جس کے حوالے کر دیتا' چاروناچار اسی کے پاس جانا پڑتا تھا' یورپ کے بعض ممالک تو اس حد تک پہنچ چکے تھے کہ عورت کو انسان تسلیم کرنے کیلئے بھی تیار نہ تھے'

عورت کی ملکیت کسی چیز پر بھی نہ ہوتی تھی اور برائے نام جو چیزیں اس کی ملکیت کہلاتی تھیں' اس کو بھی باپ' بھائی یا شوہر وغیرہ جہاں چاہتے اور جس طرح چاہتے خرچ کر ڈالتے تھے' عورت کو پوچھنے کا بھی حق نہ ہوتا تھا۔

بعض لوگوں کا خیال تھا کہ عورت کو کوئی بھی قتل کر دے نہ تو اس پر قصاص واجب ہے نہ خون بہا۔ اور اگر شوہر مر جاتا تو بیوی کو بھی اس کی لاش کے ساتھ جلا کر ستی کر دیا جاتا تھا۔

اور باپ کے لئے اپنی لڑکی کا قتل کرنا اور زندہ درگور کرنا نہ صرف جائز بلکہ باعث فخر وعزت سمجھا جاتا تھا' قرآن حکیم نے اس قسم کی بہیمانہ حرکت پر قیامت کے دن کے عذاب کی دھمکی دی اور آگاہ کیا کہ ان مظلوم بچیوں کی نسبت بھی سوال ہوگا' کہ کس گناہ پر ان کو قتل کیا تھا' کوئی سنگدل یہ نہ سمجھے کہ ہماری اولاد ہے ہم اس میں جو چاہیں تصرف کریں' فرمایا: واذ الموؤدة سئلت O بای ذنب قتلت O (التکویر: ۸۔۹)

ترجمہ: ''اور جب زندہ گاڑ دی گئی بیٹی کے متعلق پوچھا جائے کہ کس گناہ پر وہ ماری گئی؟''

عورت جس کے نکاح میں آجاتی تو وہ اس کے جان و مال کا بھی اپنے آپ کو مالک سمجھتا تھا' اور اس وجہ سے ازدواجی زندگی میں عورت پر گوناگوں مظالم روا رکھتا تھا' اور اگر شوہر مر جاتا تو شوہر کے ورثہ اس کے مال کی طرح اس کی بیوی کے بھی مالک اور اختیار مند سمجھے جاتے تھے' شوہر کا وارث اگر چاہتا تو بدون مہر اس کے ساتھ نکاح کر دیتا' اور اگر پسند نہ ہوتو کسی دوسرے کو نکاح میں دلا کر مال وصول کر دیتا۔ غرض اس بیچاری مخلوق کے لئے کوئی بھی عقل وانصاف سے کام نہ لیتا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور ان پر قرآن کریم نازل ہوا تو ان تمام مظالم کا خاتمہ کر دیا' انسان کو انسانیت کی قدر سکھائی' عورت کو عزت اور شرافت کا مقام عطا کیا' عدل وانصاف پر مبنی قانون وراثت کا اعلان کیا' جس میں عورت کو قریبی رشتہ داروں کے مال میں باقاعدہ طور پر حقدار ٹھہرایا گیا' اور وہ اپنے نفس اور اپنے مال میں ہر قسم کے تصرف کرنے میں خود مختار قرار دی گئی۔ عورت کے لئے روٹی کپڑا مکان کی ذمہ داری شوہر پر ڈال دی گئی' عام

حالات میں عورت کو بچوں کے اخراجات سے بلکہ خود اپنے ضروری اخراجات سے بھی سبکدوش قرار دیا گیا' شوہر بیوی کو خوش رکھنے کا اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا پابند بنایا گیا' شوہر ادائیگی حقوق میں کوتاہی کرے تو بذریعہ عدالت بیوی اپنا حق وصول کرسکتی ہے' اور اگر شوہر متعنت ہو (جو کہ باوجود قدرت کے' بیوی کے حقوق نان ونفقہ ادا نہ کرتا ہو) تو شرعی ضوابط کے مطابق عورت اسلامی عدالت سے تنسیخ نکاح کی ڈگری حاصل کر کے رہائی حاصل کرسکتی ہے۔ ادوار جاہلیت میں عورت پر ڈھائے جانے والے مظالم کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام نے عورت کو فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دیا ہے اور اس مظلوم کو پورا انصاف فراہم کیا۔

**موجودہ جاہلیت اخریٰ کا فساد کا بھی سدباب:** لیکن جس طرح اسلام نے عورت کو جاہلیت اولیٰ کے مظالم سے نجات دلائی اسی طرح جاہلیت آخریٰ میں رونما ہونے والے فسادات کا بھی سدباب کیا' جو کہ عورت کی بے مہار آزادی کے سبب پیدا ہورہے ہیں۔ کیونکہ عورت کو مردوں کی نگرانی اور سیادت سے پوری طرح آزادی دینا معاشرے کی بربادی کا سب سے بڑا سبب ہے' اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے الرجال قوامون علی النساء: (الایۃ) فرما کر ان فسادات کو دفع کرنے کا سامان کیا' کہ مرد عورتوں پر حاکم اور ان کے نگران ہیں' اور عورتوں پر مردوں کی یہ نگرانی مردوں' عورتوں اور پورے انسانی معاشرے کے لئے عین حکمت اور مصلحت ہے' اس کو ظلم کہنا سب سے بڑا ظلم ہے' امریکہ اور یورپ کی یہ مسلسل کوشش ہے کہ عورتوں کو مردوں کی سیادت اور نگرانی سے بالکل آزادی مل جائے اور ان کو بے مہار چھوڑ دیا جاوے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا میں فحاشی اور بے حیائی عام ہوگئی اور جاہلیت اولیٰ سے بڑھ کر دنیا میں قتل وخونریزی اور فسادات کا بازار گرم ہے۔ خواہشات کو حقوق قرار دیا جاتا ہے جو کہ سراسر غلطی ہے۔

**مغربی معاشرہ غیر متوازن اور غیر فطری ہے** مغرب نے اپنے معاشرے کے اعتبار سے عورت کی صدیوں کی مظلومیت کے ردعمل میں اس کی آزادی کا جو فارمولہ پیش کیا ہے' وہ غیر متوازن اور غیر فطری ہے اس میں مرد اور عورت کی خلقت اور صلاحیتوں کی فطری تقسیم کا لحاظ نہیں رکھا گیا' اس وجہ سے مغرب کا خاندانی نظام درہم برہم ہوگیا ہے' اور رشتوں کا تقدس پامال ہوکر رہ گیا۔ آج بھی مغرب کے معاشرے کو دیکھا جاوے تو معلوم ہوجائے گا کہ آج بھی وہاں عورت کی بے بسی اور مظلومیت قابل دید نہیں ہے کیونکہ مغرب نے عورت کے فطری فرائض میں مرد کو شریک کئے بغیر مرد کی ذمہ داریوں میں عورت کو حصہ دار بنا دیا ہے' بچوں کو جنم دینے اور ان کی پرورش کرنے کی بلاشرکت غیر ذمہ داری کے ساتھ ساتھ بچوں کیلئے کما کر کھلانے کی ذمہ داری میں بھی عورت کو شریک قرار دیا ہے' اور اس قسم کی ذمہ داریوں کو حقوق کا نام دیا ہے۔ اور مساوات مرد وزن کا خوش کن نعرہ لگا کر ناقص العقل کو خوش کردیا ہے' کہ وہ مرد کے ساتھ زندگی کی دوڑ میں برابر کی شریک ہے' لیکن یہ برابری چونکہ فطرت کے خلاف ہے اس وجہ سے مغرب فرائض وحقوق میں مساوات کے تمام تر دعوؤں کے باوجود یہ مساوات قائم نہ کرسکا' بلکہ تجارت صنعت سیاست' تعلیم' سائنس' فوج

معاشرت وغیرہ کسی بھی شعبہ میں یہ مساوات موجود نہیں ہے۔ فطرت کے تقاضوں سے انحراف کا یہی نتیجہ ہے کہ مرد و عورت میں مساوات بھی عملاً قائم نہ ہوسکی' اور دوسری طرف اسکے منفی اثرات بھی خطرناک شکل میں رونما ہورہے ہیں کہ خاندانی نظام تباہ ہوگیا ہے' رشتوں کا تقدس پامال ہوگیا ہے' باہمی ربط اور موانست کے بجائے انفرادیت پسندی اور نفسا نفسی کا ماحول پیدا ہوگیا ہے' جس کا اعتراف خود مغربی دانشور کررہے ہیں' بحمد للہ اسلام کا نظام ان تمام غیر فطری خامیوں سے پاک اور فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ جب تک قرآن کریم کے لائے ہوئے قانون عدل کو سر تسلیم خم نہ کیا جاوے اسوقت تک دنیا امن اور سلامتی کا منہ تک نہیں دیکھ سکتی' اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلاوے اور افراط وتفریط کے گمراہ کن راستوں سے ہمیں حفاظت میں رکھے۔

حدثنا احمد بن محمد ثنا عبدالله بن المبارک ثنا ابن عيينه عن سهيل بن ابى صلاح عن ايوب بن بشير عن سعيد الاعشىٰ عن أبى سعيد الخدرى قال: قال رسول الله ﷺ من كانت له ثلاث بنات او ثلاث أخوات أو ابنتان أو أختان فأحسن صحبتهن و اتقى الله فيهن فله الجنة.

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری ؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس آدمی کی تین بیٹیاں ہوں یا تین بہن ہوں یا دو بیٹیاں ہوں یا دو بہن ہوں اور پھر اس نے انکے ساتھ اچھا برتاؤ کیا' اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرا تو اس کا بدلہ جنت ہے۔ انتھی

حضرت ایوب بن بشیرؒ ان کا نام اور نسب ایوب بن بشیر بن سعد بن النعمان ہے۔ ان کی کنیت ابو سلیمان مدنی ہے' ان کو جناب رسول اللہ ﷺ کی رؤیت کا شرف حاصل ہے' اور ابوداؤد وغیرہ ائمہ حدیث نے ان کو ثقہ قرار دے دیا ہے

حضرت سعید الاعشیٰ: یہ سعید بن عبدالرحمٰن بن مکمل الاعشیٰ الزہری المدنی ہیں' ابن حبان نے ان کو ثقہ قرار دے دیا ہے۔ (از تحفۃ الاحوذی)

فأحسن صحبتهن و اتقى الله فيهن فله الجنة: یعنی پھر اس شخص نے ان لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ڈرا تو اس کے لئے جنت ہے۔

بیٹیوں سے احسان کا مطلب: یہاں احسان سے کیا مراد ہے؟ بعض کے نزدیک یہاں احسان سے مراد یہ ہے کہ ان لڑکیوں کے جو حقوق اس شخص کے ذمہ واجب ہیں' وہ اچھے طریقے سے ادا کرے مثلاً حسب استعداد نان ونفقہ' رہائش اور کپڑوں وغیرہ کا پورا خیال رکھے' اور ضروریات دین کے حد تک ان کو تعلیم دے اور بعض کے نزدیک اس حدیث میں احسان سے مراد یہ ہے کہ ان لڑکیوں کی پرورش میں صرف حقوق واجبہ پر اکتفا نہ کریں' بلکہ شرع کے موافق ان کے ساتھ زیادہ وسعت اور فراخدلی سے کام لیں۔ اور ان کی احسن طریقے سے تعلیم وتادیب کا اہتمام

کرے۔اور یہی آخری قول مراد ہونا زیادہ واضح ہے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پہلا جملہ فاحسن صحبتھن حقوق واجبہ سے ان پر زیادہ وسعت کرنے کی ترغیب کے لئے ہو اور دوسرا جملہ ''و اتقی اللہ فیھن'' حقوق واجبہ میں کوتاہی سے باز رکھنے کیلئے ہو۔

اور علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ حدیث میں جو اجر وثواب جنت ملنے کا مذکور ہے' یہ اس صورت میں ہے جبکہ یہ آدمی ان لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک اور احسان جاری رکھے یہاں تک کہ کسی مناسب جگہ میں انکا نکاح کر کے رخصتی کرادے' یا وہ بقضاء الٰہی فوت ہو جائیں۔

حدثنا قتیبة ثنا عبدالعزیز بن محمد عن سھل بن ابی صلاح عن سعید بن عبدالرحمن عن ابی سعید الخدری أن رسول الله ﷺ قال! لایکون لاحدکم ثلاث بنات أو ثلاث أخوات فیحسن إلیھن إلادخل الجنة۔ وفی الباب عن عائشة وعقبة بن عامر وانس وجابر وابن عباس وابو سعید الخدری اسمه سعد بن مالک بن سنان' وسعد بن ابی وقاص ھو سعد بن مالک بن وھیب۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' نہیں ہوتی ہیں تم میں سے کسی ایک آدمی کے لئے تین بیٹیاں' یا تین بہن اور پھر وہ ان سے احسان کرے' مگر وہ آدمی ضرور جنت میں داخل ہوگا۔

<u>احسان ایک جامع اوصاف ہمہ گیر لفظ:</u>

فیحسن إلیھن 'یعنی پھر وہ شخص ان لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک کرے' اور ''الأدب المفرد'' میں حضرت عقبہ بن عامرؓ کی حدیث میں الفاظ اس طرح آتے ہیں' فصبر علیھن '' یعنی پھر اس شخص نے ان لڑکیوں پر صبر کیا' اور ابن ماجہ میں بھی اسی طرح مروی ہے' اور ساتھ ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے'و أطعمھن و سقاھن و کساھن 'یعنی (ان لڑکیوں پر صبر کیا) اور ان کو کھلایا پلایا اور کپڑے دیئے۔اور طبرانی کے نزدیک حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث میں الفاظ اس طرح ہیں۔ فأنفق علیھن وزوجھن وأحسن ادبھن یعنی پھر اس شخص نے ان لڑکیوں پر خرچ کیا اور ان کا نکاح کرایا اور ان کو بہتر تعلیم دی اور امام احمدؒ کے نزدیک' اور الادب المفرد میں بھی حضرت جابرؓ کی حدیث میں اس طرح وارد ہے۔یؤدبھن ویرحمھن ویکفلھن یعنی یہ شخص ان لڑکیوں کو تعلیم دے اور ان کے ساتھ رحمت وشفقت کا برتاؤ کرے اور انکی کفالت کرے اور طبرانی نے اس روایت میں اس لفظ کا بھی اضافہ کیا ہے۔''ویزوجھن'' اور ان کا نکاح کرادے۔علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی اللہ تعالیٰ فتح الباری میں ان تمام الفاظ کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

وھذہ الاوصاف یجمعھا لفظ الاحسان یعنی ان مختلف روایات میں جن متعدد اوصاف کا ذکر کیا گیا ہے لفظ احسان ان تمام اوصاف کے لئے جامع ہے۔ (تحفۃ الاحوذی) یعنی بہنوں بیٹوں کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کے لئے صبر کرنا، اور ان کو کھلانا پلانا اور کپڑے دینا، اور طیب خاطر کے ساتھ ان پر حسب استطاعت خرچ کرنا، ان کو ادب دینا اور علم سکھانا ان کے ساتھ رحمت وشفقت کا برتاؤ کرنا، اچھے طریقے سے ان کی پرورش کرنا اور ان کو نکاح کرانا یہ سب کچھ احسان اور حسن سلوک کے مختلف پہلو ہیں جن کو مختلف روایات میں واضح کیا گیا ہے اور مذکورہ بالا روایت میں ان تمام اوصاف کے لئے ایک جامع جملہ فیحسن الیھن "ارشاد فرمایا یعنی پھر یہ آدمی ان لڑکیوں کے ساتھ احسان کرے، گویا لفظ احسان جوامع الکلم سے ہے جو ان تمام اوصاف کو شامل ہے۔

<u>لڑکیوں کی تین یا دو عدد ذکر کرنے کی وجہ:</u> اس روایت میں تین لڑکیوں، بیٹیوں، یا بہنوں کے ساتھ احسان کرنے پر جنت ملنے کو ثواب مذکور ہے، اور اس سے پہلی روایت میں بھی پہلے تین بیٹیوں، یا تین بہنوں کو ذکر فرمایا ہے اور پھر کثرت سے قلت کی طرف تنزل کے طور پر فرمایا، یا جس کے لئے دو بیٹیاں یا دو بہن ہوں اور پھر وہ انکے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو اس کے لئے جنت ہے۔ ان روایات میں بظاہر ایک سے زائد لڑکیوں کی اچھی پرورش کرنے پر اس ثواب کا ذکر کیا گیا ہے۔ حقیقت میں تو اپنی اولاد اور اھل وعیال پر خرچ کرنا بہترین صدقہ اور ثواب کا کام ہے، چاہے لڑکے ہوں یا لڑکیاں، پھر لڑکیوں پر خرچ کرنا اور ان کی پرورش اچھے طریقے سے کرنا زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے چاہے ایک لڑکی ہو یا زیادہ جیسا کہ اسی باب کے آنے والی روایت میں من ابتلی بشئی من البنات الخ میں اس کا ذکر ہے۔ لیکن لوگوں کی طبائع عموماً ایسی ھوتی ہیں کہ ایک لڑکی پر گرانی محسوس نہیں کرتیں۔ بلکہ بسا اوقات جس ماں باپ کے بیٹے زیادہ ہوں اور بیٹی نہ ہو تو وہ ماں باپ ایک بیٹی کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ لیکن بیٹیاں جب دو، تین یا اس سے زیادہ ہو جاتی ہیں تو انسانی طبیعت ان کی کثرت کی وجہ سے گرانی محسوس کر کے ان سے نفرت کرنے لگتی ہے اور پھر یہی نفرت اس کی طرف سے ان کے ساتھ احسان کرنے میں رکاوٹ بن جاتی ہے، اسوجہ سے جناب رسول اللہ نے تین یا دو لڑکیوں پر صبر کرنے اور رحمت وشفقت کے ساتھ ان کی پرورش کرنے پر جنت ملنے کی خوشخبری سنائی تا کہ دل میں پیدا ہونے والی طبعی ناگواری دور ہو جائے اور مسلمان، لڑکیوں کی پرورش کو ایک عبادت سمجھ کر خوشی سے کرے اور اس تقریر سے واضح ہوا کہ تین سے زیادہ لڑکیوں کی اچھے طریقے سے پرورش کرنے والا بطریق اولی جنت کا مستحق ہے۔ کیونکہ جتنا مشقت بڑھ جاتی ہے، اتنا ہی اجر بڑھ جاتا ہے۔

<u>ایک صبر آزما ابتلاء اور آزمائش:</u> اور حدیث میں لفظ ابتلی میں اس طرف اشارہ ہے کہ بیٹیوں او بہنوں کے خراب ماحول معاشرہ اور آس پاس کے برے اثرات سے حفاظت اور ان کی تربیت کے مصارف جبکہ مستقبل میں ان سے کسی آمدنی کا امکان بھی نہیں، ہر طرح کے شدائد میں ان کا پالنا اور عزت وعصمت کی حفاظت کرنا ایک

آزمائش اور ابتلاء ہے جس کو صبر وتحمل سے برداشت کرنا بہت بڑے اجر کی بات ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ:

وأبو سعيد الخدري اسمه سعد بن مالك بن سنان یعنی حضرت ابوسعید خدریؓ کا نام سعد بن مالک بن سنان ہے وہ اپنی کنیت ابوسعید خدریؓ سے مشہور ہیں آپ اور آپ کے والد دونوں صحابی ہیں غزوہ احد میں ان کو چھوٹا قرار دیا گیا اور احد کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوگئے۔ اور آپ مکثرین (یعنی زیادہ احادیث بیان کرنے والے) حفاظ حدیث میں سے ہیں آپ ۷۴ھ میں وفات پاگئے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ: وسعد بن أبي وقاص هو سعد بن مالك بن وهيب: اور سعد بن ابی وقاص جو ہیں وہ سعد بن مالک بن وھیب ہیں (یعنی ابوسعید خدریؓ کے دادا کا نام سنان ہے۔ اور سعد بن ابی وقاصؓ کے دادا کا نام وھیب ہے)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ عشرہ مبشرہ (یعنی وہ دس صحابہ کرامؓ جنہیں دنیا میں نبی کریم ﷺ نے جنت کی خوشخبری سنائی تھی) میں سے تھے۔ آپ پہلے اسلام لانے والوں میں سے تھے انہوں نے سترہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ خود فرمایا کرتے تھے کہ '' میں اسلام کا تیسرا فرد ہوں اور سب سے پہلے میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر مارا'' آپ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ ۵۵ھ میں مدینہ منورہ کے قریب عقیق کے مقام پر اپنے محل کے اندر فوت ہوئے۔ ان کی نعش عقیق سے مدینہ منورہ کو لائی گئی اور جنت البقیع میں آپ دفن ہوئے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے نسب کی وضاحت:

امام ترمذیؒ نے اس باب میں پانچ احادیث لائے ہیں اور گزشتہ دو حدیثوں کے راوی حضرت ابوسعید خدریؓ ہیں پس امام ترمذیؒ نے وضاحت کے لئے ابوسعید خدریؓ کے نسب کا ذکر کیا اس میں جو التباس ہو اس کو دور کرنا چاہا تو فرمایا: وابو سعيد الخدري اسمه سعد بن مالك بن سنان وسعد بن ابي وقاص هو سعد بن مالك بنوهيب۔ یعنی یہ دونوں حضرات نام اور ولدیت میں مشترک ہیں ابو سعید خدری کا نام سعد اور ان کے والد کا نام مالک ہے اور سعد بن ابی وقاصؓ کا بھی نام سعد اور والد کا نام مالک ہے لیکن دادا کے نام سے ان دونوں کے درمیان فرق ہوسکتا ہے کہ ابوسعید خدریؓ کے دادا کا نام ''مالک'' ہے اور سعد بن ابی وقاصؓ کے دادا کا نام ''وھیب'' ہے اس وجہ سے امام ترمذیؒ نے ابوسعید خدریؓ کے ساتھ سعد بن ابی وقاصؓ کا نسب بھی ذکر کیا۔

جناب شفیق الدین فاروقی

# عالمی دہشت گرد ہماری ایٹمی اور دفاعی صلاحیت کو چھین رہے ہیں

# ایوان بالا سینٹ آف پاکستان میں مولانا سمیع الحق کی اذانِ حق

ایٹمی ٹیکنالوجی کی منتقلی، ڈاکٹر قدیر خان اور سائنسدانوں کی ڈی بریفنگ کے سلسلہ میں مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے سینٹ میں تحریک داخل کی تھی جو کہ منظور کرلی گئی اس کے حق میں مولانا سمیع الحق مدظلہ نے مورخہ 16-02-04 کو سینٹ کے اجلاس میں درج ذیل تقریر فرمائی جسے سینیٹ کے ریکارڈ کردہ آفیشل رپورٹ سے من وعن نقل کیا گیا ہے، نذر قارئین ہے...... (ادارہ)

مولانا سمیع الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب چیئر مین صاحب، میں انتہائی اختصار کے ساتھ گزارش کروں گا، میرے محترم اراکین سینیٹ نے بڑے سیر حاصل طریقے سے بات کی ہے۔ اپنے سائنسدانوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے یہ ہماری تاریخ کا ایک سیاہ ترین باب ہے، میرے خیال میں رہتی دنیا تک اسے نہ دھویا جاسکے گا، نہ مٹایا جاسکے گا، سقراط کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا آج تک دنیا اس قوم کا ذکر کر رہی ہے، جنہوں نے علم اور اپنی قوم پر احسانات کی پاداش میں ان کو تہہ خانوں میں ڈالا، نظر بند کیا، پھر آخر میں زہر کا پیالہ پلایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک وقتی مسئلہ نہیں ہے جیسا کہ ہمارے محترم اراکین نے اشارہ کیا، یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ اگر آج بھی ہم اس پر بند باندھ سکیں اور اس کو روک سکیں تو یہ ہماری اپنی آزادی، قوم وملک کی سالمیت کے ساتھ احسان ہوگا۔

<u>امریکہ کو سازگار ماحول کی تلاش تھی:</u> میں سمجھتا ہوں کہ بہت پہلے سے غیر اسلامی قوتیں یہ برداشت نہیں کر رہی تھیں کہ کسی اسلامی ملک کے پاس جوہری توانائی کی قوت آجائے۔ پہلے ہی دن سے امریکہ اور اس کے حواری ہرگز برداشت نہیں کرسکے کہ پاکستان ایٹمی قوت بنے۔ قدرت نے افغانستان میں ایسے حالات پیدا کئے کہ روس کے ساتھ سب جنگ میں لگ گئے اور پاکستان اس کی فرنٹ لائن میں تھا۔ اس وقت امریکہ مجبوراً ان حالات کے وجہ سے پاکستان کے بارے میں جو کچھ بھی اس کو معلوم ہو رہا تھا وہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے اس سے چشم پوشی کر رہا تھا۔ سوویت یونین کی شکست وریخت کے بعد مسلسل اس نے دباؤ ڈالنا شروع کیا، ابھی ہم نے دھماکہ نہیں کیا تھا کہ سی ٹی بی ٹی کے مسئلے اٹھائے گئے، قریب تھا کہ پارلیمنٹ اس کو پاس کرے، پوری قوم نے ایک آواز ہو کر اس کو مسترد کیا، الحمدللہ ہم

اس پر دستخط کرنے سے بچ گئے۔ اس کے بعد دھماکہ کرنے کا وقت آیا' تو کلنٹن خود بار بار ہر طریقے سے دباؤ ڈال رہا تھا کہ یہ سلسلہ آگے نہ چلے۔ بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کی حکومت نے استقامت کا مظاہرہ کیا اور دھماکہ کیا گیا۔

اللہ نے ہمیں یہ نعمت دی' یہ ہماری اہلیت سے زیادہ اللہ کا احسان تھا کہ امت مسلمہ کو بھی ایک ایٹم بم مل گیا۔

**اسلامی بم:** دھماکے کرنے کے فوراً بعد اسے اسلامی بم کا نام دیا گیا۔ حالانکہ اس سے پہلے امریکہ اور یورپ کا بم عیسائی بم نہیں تھا' جس نے ہیروشیما اور ناگاساکی کو تباہ کیا تھا۔ ہندوستان نے بم بنایا تو اس کو ہندو بم نہیں کہا گیا۔ اسرائیل کو بم بنا کر دیا گیا' اسے خود مسلح کیا گیا' ساری جوہری صلاحیتیں وہاں پہنچائی گئیں اس بم کو یہود بم نہیں کہا گیا۔ چین کے بم کو بدھ مت بم نہیں کہا گیا۔ روس کے بم کو کمیونسٹ بم نہیں کہا گیا۔ حالانکہ بم کا کوئی مذہب نہیں ہوتا ہے لیکن جب پاکستان نے بم بنایا تو پوری دنیا میں طوفان اٹھا کہ یہ بم اسلامی بم ہے۔ بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے پندرہ سال سے وہ سمجھ رہے ہیں اور یہ ساری چیزیں ان کے علم میں تھیں وہ مجبوراً حالات کی وجہ سے خاموش رہے۔ اپنے لئے ساز گار ماحول پاکستان میں دیکھنا چاہتے تھے۔

**ہمارا تو سب کچھ چھن گیا:** بدقسمتی سے گیارہ ستمبر کے بعد ہمارے ساتھ وہ ہوا جو عراق اور افغانستان کے ساتھ ہوا ہے وہ کھل کر دنیا کے سامنے ہے۔ دنیا اس کے اوپر احتجاج بھی کر رہی ہے وہاں کے کھنڈرات' ان کی لاشوں کو دیکھ رہے ہیں' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ عراق اور افغانستان سے زیادہ ہمارے ساتھ سب کچھ ہو گیا ہے' جس پر دنیا خاموش ہے' ہماری تباہی اور بربادی ان کو نظر نہیں آتی۔ وہ ہماری چمکتی' زرق برق بلڈنگز کو دیکھ رہے ہیں' سڑکوں کو دیکھ رہے ہیں اور حکمران خوش ہیں کہ ہم نے پاکستان کو بچالیا ہے' لیکن افغانستان اور عراق کا تو اب بھی سب کچھ بچا ہے' وہ آزادی کی حمیت' ہے جذبہ جہاد ہے' ہمارے پاس وہ بھی کچھ نہیں ہے۔

ہم غیر اعلانیہ عراق اور افغانستان کی طرح غلامی میں آگئے۔ ہمارے ایئرپورٹ ان کے قبضے میں ہیں' ہمارے ہاں FBI دندناتی پھر رہی ہے۔ ہماری intelligence کے تبادلے ان کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ ہمارے دینی ادارے اور مساجد تک محفوظ نہیں ہیں۔ ہماری جہادی قوتیں تخریب کار اور دہشت گرد قرار دے دی گئی ہیں۔ ہمارے ایٹمی سائنسدانوں کے ساتھ بھی رسوا کن سلوک ہو رہا ہے امریکہ سمجھ رہا تھا کہ اب میرے لئے یہاں بہت سازگار ماحول ہے یعنی امریکہ کیلئے موسم بہار ہے' پاکستان میں کہ جو کچھ بھی یہاں بونا چاہیں بو سکتے ہیں۔ وہ اس انتظار میں تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ اب ایک ٹیلیفون پر ہمارا مدعا اور مقصد پورا ہو سکتا ہے۔ اس لئے انہوں نے شور مچانا شروع کیا' جوہری قوت کے پھیلاؤ کا۔

**یہ جوہری قوت سلب کرنے کی تمہید ہے:** یہ ایک منصوبہ ہے' ایک تمہید ہے اس جوہری قوت کو سلب کرنے کیلئے۔ اس سے زیادہ مناسب موقع انہیں مل نہیں سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کہ ہم نے بہت بڑی زیادتی کی' اس

مسئلے کو نہ ہم عدالت میں لے کر گئے' نہ پارلیمنٹ میں لائے' نہ جن پر الزام تھا ان کو قوم کے سامنے لایا گیا' ہم بار بار یہ کہہ رہے تھے اور میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر تڑپ رہے تھے کہ مجھے قوم کے سامنے بات کرنے دی جائے لیکن ہم نے ان کو قوم کے سامنے اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ نہ کسی عدالت میں انہوں نے اپنی صفائی پیش کی۔

<u>نزلہ ڈاکٹر قدیر پر گرا:</u> جب مختلف طریقوں کو آزمایا گیا تو شاید یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ اب جرنیل بھی ملوث ہوں گے اور اس زمانے کی فوج بھی اس کی لپیٹ میں آئے گی تو پھر انہیں قربانی کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ یہ عیدالاضحیٰ قربانی کے دن تھے' ہم نے اپنے ہیرو کو قربان کر دیا' جس کی تلافی اب میرے خیال میں قیامت تک ہم نہیں کر سکتے۔

ہم سائنس اور ٹیکنالوجی (Science and technology) پر تقریریں کرتے ہیں' اس پر زور دیتے ہیں اور مختلف وزارتیں قائم کر رہے ہیں' ڈاکٹر عطا الرحمٰن کا شعبہ ہم نے قائم کیا ہے۔ ہر جگہ لیکچر (Lecture) ہوتا ہے۔ مگر اب تو Science and technology سے لوگ توبہ کریں گے اور اپنی اولاد کو وصیت کریں گے کہ خدا کے لئے اس جرم کا ارتکاب نہ کریں' میں سمجھتا ہوں کہ خدا کے لئے جو بھی ہوا ہے جیسے بھی ممکن ہو اس کی تلافی کریں۔ جنرل صاحب یہ بحران اگر اکیلے حل نہیں کر سکتے اور وہ مشکل حالات میں پھنسے ہوئے ہیں تو ہم سب ان کی مدد کے لئے تیار ہیں کیونکہ یہ قوم کی بقاء کا مسئلہ ہے' پاکستان کی آزادی کا مسئلہ ہے۔ اخلاص سے سارے سیاستدانوں کو بٹھائیں' باہر جو ہیں انہیں بھی بلائیں اور ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھیں کہ بھئی اس دلدل سے ہم کیسے نکلیں گے۔ ہمارے اس اعتراف نے دشمن کو یہ موقع دیا کہ وہ سمجھے کہ تمہارے پاس یہ چیزیں یہ جوہری صلاحیت غیر محفوظ ہے' تم اس کے اہل نہیں ہو' تم Corrupt ہو اور تمہاری حکومتیں بھی' جو پچھلے پندرہ یا بیس سالوں میں تھیں وہ بھی اس کا تحفظ نہیں کر سکیں۔ تو دشمن نے آج ہاتھ پکڑ لیا' پھر بازو پکڑ لیا اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ کل پرسوں وہ گلے میں بھی ہاتھ ڈال لے گا' گلا دبائے گا کہ بھئی یہ طاقت ہمیں دے دو' تمہارے ہاتھوں میں یہ محفوظ نہیں ہے۔ یہاں بنیاد پرستی ہے یہاں ٹیررازم ہے

جناب چیئرمین: اب ختم کریں۔

<u>عقیدہ اور دفاع دونوں زد میں ہیں:</u>

مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین صاحب! دو چیزیں ہماری بقا کا ذریعہ ہیں' امت مسلمہ کا ایک نظریہ' عقیدہ اور جذبہ جو پاکستان کی تخلیق کی بنیاد ہے اس پر بھی دشمن نے وار کرنا شروع کیا ہے۔ دینی تشخص کو وہ ختم کر رہا ہے' وہ اس ملک کو سیکولر اور لبرل اسٹیٹ (Secular and liberal state) بنانے پر لگا ہوا ہے۔ مدارس کے پیچھے پڑ گیا ہے' جہادی تنظیموں کو ختم کر رہا ہے۔.......... دوسری چیز دفاعی صلاحیت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دفاعی صلاحیت کا اگر ہم تحفظ نہ کر سکے تو پھر ساری قوم کو اپنی موت کے پروانے پر دستخط کرنا ہونگے۔ امریکہ کو تو یہ حق حاصل ہے کہ وہ پورے افغانستان کو بمباری کر کے کھنڈرات بنا دے۔ ڈیزی کٹر بم (daisy cutter bomb) تھا یا کیا تھا پندرہ پندرہ ہزار

ٹن کے بم اس نے وہاں گرائے۔

جناب چیئرمین: اب تقریر ختم کریں۔

مولانا سمیع الحق: ابھی اس نے ایک نئے بم کا تجربہ کیا اس کو ام القنابل یعنی بموں کی ماں (mother of all bombs) کا نام دیا گیا ہے۔ وہ بم ایک قیامت برپا کر دیتا ہے۔ تو کوئی اس کا ہاتھ روکنے والا نہیں ہے۔ جیسے ایٹمی نگرانی کرنے والے ادارہ کے سربراہ البرادی نے کہا ہے کہ امریکہ بھی ہتھیار پھیلانے کے اس جرم میں ملوث ہے تو اس کو اپنے گھر سے آغاز کرنا چاہیے' ہم سمجھتے ہیں کہ اگر امریکہ ابتدا کرے تو پوری اسلامی دنیا اس سے دستبردار ہو جائے گی۔ اور دنیا امن اور سکھ کا سانس لے گی۔

جناب چیئرمین صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو اتنا ہلکا نہیں لینا چاہیے اور میں یہ کہتا ہوں کہ شاید جنرل صاحب یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ یہ سب کچھ میرے دور میں تو نہیں ہوا ہے' ہر بوجھ اپنے سر پر لینے کی کیا ضرورت تھی؟ پندرہ سال کے واقعات ان سے پہلے کے تھے' وہ کہہ سکتے تھے کہ اس وقت کے جو حکمران تھے اس وقت کے جو جرنیل تھے' ان کے بارے میں اس وقت تم کیوں خاموش تھے۔ اس وقت سب کچھ ان کو معلوم تھا لیکن جنرل صاحب خواہ مخواہ سینگ اڑاتے ہیں اور ان کو خوش کرنے میں لگ جاتے ہیں اور وہ پھر سینگ واپس نہیں نکال سکتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم کمیشن بھی بنائیں جیسا کہ ایک فاضل رکن نے تجویز دی لیکن ہم نے بہت کمیشن بھی دیکھے ہیں۔ ہم نے سقوط مشرقی پاکستان پر کمیشن بنایا' وہ کمیشن آج تک......

جناب چیئرمین! تقریر ختم کریں جی۔ ٹائم ختم ہو گیا۔

مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین! ہم نے سقوطِ مشرقی پاکستان کے مجرمین کو ٹی وی پر پیش نہیں کیا کہ وہ معافی مانگیں' ہم نے آئین کو توڑنے والوں کو کبھی پیش نہیں کیا۔ ہم نے اسمبلیوں کو توڑنے والوں کو کبھی پیش نہیں کیا' ہم نے کرپٹ اور کروڑوں اربوں روپے لوٹنے والوں کو اور سوئیٹزرلینڈ (Switzerland) کے بینکس کو بھرنے والوں کو کبھی قوم کے سامنے پیش نہیں کیا۔ (اس موقع پر تمام ایوان نے ڈیسک بجائے) کہ وہ قوم سے معافی مانگیں اور ایک نجات دہندہ جس نے ہمارے ملک کو اگر نجات نہ دی ہوتی تو آج ہم غلام ہوتے' بھارت یہاں آیا ہوتا۔

جناب چیئرمین صاحب! ایک طرف بھارت ہے۔ جو سرحد پر دیواریں (Boundry line) بنا رہا ہے۔ راتوں رات سو سو گز دیوار اٹھ رہی ہے' دوسری طرف ہندو وہاں آکر بیٹھ گیا ہے اور امریکہ جو کچھ افغانستان میں کر چکا ہے وہ یہیں بھی کرنا چاہتا ہے۔ آپ کا ہتھیار چھیننا چاہتا ہے۔ پوری قوم' حکومت کو' پارلیمنٹ کو اس مسئلے پر ترجیحی بنیاد پر غور کرنا چاہیے کہ ہم اس ہتھیار کو کیسے محفوظ کر سکتے ہیں۔ بہت شکریہ جناب

---

یادرفتگان

جناب راجہ ذاکر خان
ڈائریکٹر، مڈل ایسٹ سنٹر

# فلسطین کا بطل حریت مجاہد شیخ احمد یاسینؒ

دنیائے عالم میں حریت کا علم بلند کرنے والے مغربی اور صیہونی استعمار کی آنکھوں میں کانٹنے کی طرح چبھنے والے مجاہد یاسین کی جرأت اور حق گوئی پر کوئی سپر طاقت قدغن لگا سکی نہ اثر انداز ہو سکی، مفلوج ہونے کے باوجود سالہا سال تک دشمن کی جیلوں میں کربناک اذیتیں ان کو مزید کندن کرتی چلی گئیں۔ شہادت کے متلاشی جنت کے سفر پر روانہ ہوگئے۔ (انا اللہ وانا الیہ راجعون) اسرائیل کے وزیر اعظم شیرون کی کمانڈ میں اسرائیل کے دو جنگی طیاروں نے مجاہد شیخ احمد یاسین کو فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد مسجد سے واپس جاتے ہوئے گاڑی پر میزائل مار کر شہید کر دیا۔ ان کے ساتھ محافظ بھی شہادت کا رتبہ پا گئے۔

یہ معجزہ نما مجاہد اسلامی مزاحمتی تحریک (حماس) کے روح رواں 1939 کو غزہ کی پٹی کے جنوبی ضلع المجدل کے معروف گاؤں الجورہ میں پیدا ہوئے۔ ان کا نام احمد اسماعیل یاسین رکھا گیا مگر احمد یاسین کے نام سے معروف ہوئے۔ گھرانا دیندار ہونے کی وجہ سے احمد یاسین کی تربیت اسلامی خطوط پر کی گئی۔ آپ کی عمر بمشکل حالات سے دوچار تھے کہ استعمار کی مدد سے یہودیوں نے الجورہ گاؤں پر قبضہ کر لیا۔ آپ کی والدہ آپ کو اور دیگر خاندان کو لے کر نقل مکانی کر کے غزہ کے نزدیک خیمہ بستی میں پناہ گزینوں کی حیثیت سے رہنے لگی یعنی آنکھ کھولی تو یہودیوں کا ظلم جاری تھا۔ ہوش سنبھالا تو مدرسہ امام شافعی میں داخل ہوئے دین کا ابتدائی علم حاصل کرنے کے بعد 1958 میں ثانوی درجات کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا۔ بچپن میں شیخ احمد یاسین اکثر اپنی ماں سے معصومانہ انداز سے پوچھتے کہ ان کو اپنا گھر سے کیوں نکالا گیا ہے اور یہودی کون لوگ ہیں کہاں سے آئے ہیں؟ اور یہ ہمارے گھروں کو کیوں آگ لگا رہے ہیں۔ ماں دکھ بھرے انداز میں کہتی بیٹا یہ وہ قوم ہے جس نے حق کی بجائے باطل، روشنی کی جگہ اندھیروں، امن کی جگہ جنگ اور وقت کے انبیا تک قتل کر دیئے تھے۔ آج مسلمانوں نے قرآن اور جہاد کو چھوڑ دیا ہے اور یہ وجہ ہے کہ ان سازشیوں نے جو تاک میں بیٹھے تھے ہمیں کمزور پا کر یہ ہم پر چڑھ دوڑے ہیں صہیونی استعمار کی مدد سے سرزمین فلسطین کو ٹارگٹ بنا کر وہاں اسلام کا پرچم سرنگوں کر دیا تو جنگ وجدل اور خون خرابے کا میدان بنا رہا ہے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ہمیں اپنے گھروں سے نکال دیا ہے۔ جب حق آجاتا ہے تو باطل مٹ جاتا ہے۔ اسی مجاہدہ ماں کا دودھ پی کر اور اسی

کی گود میں تربیت پانے والا احمد اسماعیل یاسین مجاہد احمد یاسین بن گیا۔

زمانہ طالب علمی ہی سے کٹھن اور مشکل ٹارگٹ حاصل کرنے کی عادت ڈال دی مشکل حالات ہونے کے باوجود انہوں نے دینی اور دیگر تعلیم پر بھرپور توجہ دی اور نوجوانوں کے اندر جذبہ جہاد پیدا کرنے کے لئے کام شروع کیا۔ وہ ورزش کے بہانے نوجوانوں کو دریا کے کنارے لے جاتے اور وہاں انکو مختلف قسم کی ٹریننگ دیتے' نشانہ بازی' دوڑ لگانا' ہاکنگ' کشتی لڑنا اور جمناسٹک ان کو سکھاتے اور خود بھی سیکھتے۔ اسی دوران انکا تعلق اخوان المسلمین سے ہوگیا۔ اسی دوران وہ اعلیٰ تعلیم کے لئے قاہرہ یونیورسٹی چلے گئے۔ وہاں نوجوانوں کو اپنا گرویدہ بنادیا اور نہایت حکمت کے ساتھ کام کرتے رہے' کم عمر میں ہی وہ فلسطینیوں کی امیدوں کے مرکز بن گئے۔ واپس فلسطین آکر انہوں نے کام شروع کردیا' اسی دوران ان کی تنظیم کی شاخ غزہ میں قائم ہوئی تو شیخ احمد یاسین نے ان کی صدا پر لبیک کہا اور اپنے آپ کو پیش کردیا انہوں نے ایک سکول میں استاد کی حیثیت سے کام شروع کیا دن کو سکول میں بچوں کو پڑھاتے' رات کو بیدل دورے کرتے۔

1965ء کو اسرائیلی آرمی نے پہلی مرتبہ اس شجر سایہ دار کو گرفتار کرلیا۔ ان کی گرفتاری اسرائیلیوں کے لئے قہر ثابت ہوئی' ہر طرف ہنگامیں اور پتھراؤ شروع ہوگیا' اس پر اسرائیلیوں کو مزید تشویش ہوئی۔ ان پر الزام تھا کہ وہ مساجد میں کھڑے ہوکر اسرائیل کے خلاف تقاریر کررہے تھے جو کہ خلاف قانون ہے عدالت نے ان کو 15 سال کی سزا بامشقت سنائی مگر کچھ سالوں کے بعد ان کو رہا کردیا گیا' واپس آکر آپ نے دوبارہ تبلیغ دین اور درس جہاد کا کام شروع کردیا اور جلد ہی آپ ایک غیر متنازعہ لیڈر کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آئے۔ مقبوضہ فلسطین میں آپ کی ہر دلعزیزی کا یہ عالم تھا کہ آپ کی حیثیت ایک مفتی اور قاضی کی ہوگئی تھی۔ دوسری مرتبہ 1983ء میں اسرائیلی کمانڈوز نے مسجد سے متصل ایک کیمپ پر چھاپا مارا اگرچہ وہاں سے آرمی کو کچھ نہ ملا مگر اس کے باوجود شیخ احمد یاسین سمیت دیگر نوجوانوں کو گرفتار کرلیا گیا۔ عدالت میں ان پر مقدمہ چلایا گیا اور اکتیس سال کی سزا سنا کر جیل بھیج دیئے گئے۔ ابھی سزا بھگتتے ہوئے بمشکل گیارہ ماہ ہی ہوئے تھے کہ تنظیم آزادی فلسطین اور اسرائیلی حکومت کے درمیان قیدیوں کے تبادلے کا فیصلہ ہوا۔ اس موقع پر اسرائیلیوں نے کہا کہ ساری دنیا کو رہا کرسکتے ہیں مگر شیخ احمد یاسین کو رہا کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے اس کے بدلے میں جو بھی شرط رکھو گے مان لیں گے مگر یہ منظور نہیں شیخ احمد یاسین کو جیل میں عبرت کا نشان بنانے کا فیصلہ کیا گیا تھا مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اسرائیلی انتظامیہ مجبور ہوئی اور اس نے شیخ کو رہا کرنے کا فیصلہ کیا اس موقع پر غزہ یونیورسٹی کی انتظامیہ نے احمد یاسین کے اعزاز میں استقبالیہ دینے کا فیصلہ کیا جب اطلاع اسرائیلی آرمی تک پہنچی تو اس نے کریک ڈاؤن کرکے انتظامیہ کو گرفتار کرلیا کہ باغی لیڈر کو استقبالیہ دینا جرم ہے۔ مگر اللہ اور محمدؐ کے غلام ڈرنے والے کب تھے انہوں نے تمام مشکلات اور مصائب کے باوجود شاندار استقبالیہ کا پروگرام بنایا اور خفیہ طریقے

سے طے کیا کہ دوسرے شہر میں اسرائیلی آرمی کو مصروف رکھا جائے گا‘ منصوبہ بندی کے تحت آرمی کو ادھر کاروائی میں مصروف کر کے یونیورسٹی میں زبردست استقبالیہ ہوا جس میں ہزاروں فلسطینیوں اور طلبہ نے شرکت کی اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے شیخ احمد یاسین نے اسلام کے فلسفے اور فلسطینیوں کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی۔ آپ کی تقریر مایوس فلسطینیوں کے لئے بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوئی۔

14 مئی 1948ء کو نام نہاد صیہونی ریاست اسرائیل کے قیام کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا تو برطانوی آرمی کے زیر سایہ صیہونیوں نے فلسطینیوں کے قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ 1964ء میں فلسطینیوں نے تحریک آزادی فلسطین قائم کی اور اس کے تحت کام شروع کر دیا۔ ایک دو کاروائیوں کے بعد کچھ نادان دوستوں کی غلط حکمت عملی کی وجہ سے اس کے اندر تقسیم در تقسیم کا عمل شروع ہو گیا۔ کچھ افراد جو سیکولر تھے انہوں نے روس کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی جو کہ فلسطینیوں کو منظور نہیں تھی۔ 1993ء ہی میں اس تنظیم نے مشکوک کاروائیاں شروع کر دیں جو کہ بیرونی سازش تھی۔ مجاہد شیخ احمد یاسین نے ان خطرناک حالات کا بغور جائزہ لینے کے بعد فلسطینیوں کو اسلامی خطوط پر جہاد جاری کرنے کو کہا۔ کمزور حکمت عملی‘ اندرونی خلفشار سے استعماری طاقتوں نے فائدہ اٹھا کر جون 1967ء میں پورے فلسطین‘ شام کے علاقے گولان کی پہاڑیوں‘ لبنان اور اردن کے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور مسجد اقصیٰ کو آگ لگا دی۔ اس خوفناک جنگ میں لاکھوں فلسطینی شہید اور لاکھوں کی تعداد میں ہجرت کر کے پڑوسی ممالک میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے مگر مجاہد شیخ احمد یاسین ڈٹے رہے۔ حماس کے شاہین صفت نوجوانوں نے اسرائیل کے خلاف شہادت مشن کے نام سے نئے انداز سے کارروائیوں کا آغاز کر دیا اسرائیلی ٹھکانوں میں جسم کے ساتھ بم باندھ کر مجاہدین کود جاتے۔ ان کے پیچھے احمد یاسین کی تربیت تھی‘ چار پانچ کارروائیاں شہادت مشن کے نام سے اسرائیل کے گڑھ تل ابیب میں ہوئیں تو سہمے ہوئے فلسطینی ایک بار پھر حرکت میں آ گئے۔ اسرائیل نے 1989ء کو ایک بار پھر مجاہد شیخ احمد یاسین کو گرفتار کر لیا مگر اس بار جو شمع اس نے روشن کی تھی وہ بجھنے والی نہیں بلکہ آگ کے الاؤ کی صورت اختیار کرنے والی تھی۔ اسرائیلی مورچوں پر حملے جاری رہے۔ یہودی جو طاقت کے گھمنڈ میں تھے ان کے اس غرور کو خاک میں ملا دیا گیا۔ شیخ یاسین کو ایک بار پھر 1997 میں رہا کر دیا گیا۔ مجاہد شیخ احمد یاسین جو ویل چیئر پر مسجد جاتے تھے وہ سپر طاقت کے لئے چیلنج بن گئے تھے۔ اس چیلنج کو راستے سے ہٹانے کے لئے کئی بار منصوبے بنے ان پر حملے ہوئے مگر شیخ احمد یاسین کہتے کہ مجھے شہادت سے ڈرایا جاتا ہے میں اللہ کے حضور روزانہ دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے شہادت کے رتبہ پر فائز کرے تا کہ کل قیامت کے دن اس کے حضور پیش ہو کر کہہ سکوں کہ تیری مقدس سرزمین سے تیری باغی اور پھٹکاری ہوئی قوم کے ساتھ دو دو ہاتھ کرتے ہوئے تیرے دربار میں حاضر ہوا ہوں اب تو مجھ سے راضی ہو جا۔

---

مراسلہ خصوصی

مولانا عمیر الصدیق ندوی
رفیق دار المصنفین اعظم گڑھ

# روداد ''مذاکرہ علمی'' بعنوان حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی نور اللہ مرقدہ

# افتتاح مرکز الشیخ ابی الحسن الندویؒ

## للبحوث والدراسات الاسلامیۃ

حضرت شیخ الحدیثؒ سمینار اور مرکز الشیخ أبي الحسن الندوی للبحوث والدراسات الاسلامیۃ کے افتتاح کی تاریخوں کے تعین کے بعد سے ہی ملک اور بیرون ملک میں ان جلیل القدر ہستیوں کے عقیدت مندوں اور شیدائیوں کو ۲۴، ۲۵ مارچ ۲۰۰۴ء مطابق ۲، ۳ صفر ۱۴۲۵ھ کا شدت اور بے صبری سے انتظار تھا، جامعہ اسلامیہ اور بانی جامعہ کے لئے تو گویا ہر آنے والا دن بلکہ ہر آئندہ ساعت، فکر اور شوق کے جذبات میں اضافہ کرتی جاتی تھی، حضرت شیخ الحدیث اور مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندویؒ سے انتساب اور مناسبت، مہمانوں اور میز بانوں دونوں کے ذوق وشوق کو ظاہر ہے تیز تر کرنے والی تھی، مہمانوں کے استقبال، ان کے آرام وراحت، شرکاء کی سہولت اور خاطر خواہ انتظامات کی فکر وسعی، جامعہ کے ہر شخص بلکہ مظفر پور اور اعظم گڑھ کے ان تمام لوگوں کو قدرتی طور پر دامن گیر تھی جن کا تعلق کسی نہ کسی شکل میں بانی جامعہ مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی مظاہری و جامعہ اسلامیہ اور خود حضرت شیخ الحدیث اور حضرت مفکر اسلام سے تھا، چنانچہ دار العلوم ندوۃ العلماء سے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، حضرت مولانا سید واضح رشید ندوی اور ان کے بعض سرگرم رفقاء اور خود بانی جامعہ ابوظہبی سے قریب ڈیڑھ مہینے قبل تشریف لائے اور واپس جا کر بھی برابر بلکہ روزانہ فون کے ذریعہ ہدایات دیتے رہے، اس عرصے میں جامعہ اسلامیہ نے معزز مہمانوں کی آمد اور قیام کے لئے ہر ممکن کوشش کی تیاری میں خود کو مصروف رکھا، عمارتیں نئے رنگ و روغن سے آراستہ ہوئیں، چمن زاروں کو قدرت نے نئے برگ و بار اور پھولوں اور کلیوں سے سجانے میں بھی کمی نہ کی، مرکز الشیخ ابی الحسن کی نئی عمارت گل رعنا کی شکل میں حسن، دلکشی اور جاذبیت کے ایسے معیاروں سے روشناس ہوئی اور صاحب نسبت کی خوبیوں سے اس طرح نکھری کہ نظریں یہ کہنے پر مجبور ہوئیں کہ

اللہ رے حسن یار کی خوبی کہ خود بخود رنگینیوں میں ڈوب گیا پیرہن تمام

مسجد، کتب خانہ، میوزیم، کمپیوٹر روم اور تمام عمارتیں اور چمن کا ہر گوشہ اور ہر روش اس طرح آراستہ ہوئی کہ دامن قلب و نظر ہر گام پر ان کی کشش سے کھینچتا رہا اور احساس یہ کہتا رہا کہ جا ایں جاست۔

۲۴، ۲۵ مارچ کی منتظر تاریخوں کے آتے آتے اعظم گڑھ سے بنارس تک شاہراہوں پر بلند و بالا استقبالی دروازے اپنے مہمانوں کی ترحیب کے لئے صف بہ صف استادہ ہو کر اپنے دامن کو چھو کر گزرنے والے ہر شخص کو یہ احساس اور پیغام دینے لگے کہ ۲۴، ۲۵ مارچ کو مظفر پور کی یہ دور افتادہ، خاموش اور پُر سکون بستی، علم و عمل کی ہر دو برگزیدہ اور گزشتہ صدی میں ہندوستان بلکہ عالم اسلام کی نمایاں ترین شخصیتوں کے مبارک ذکر اور منظر یادوں سے آباد، سرسبز اور شاد ہوگی، شیراز مشرق کی یہ سرزمین ایک بار پھر ایسے نفوس قدسیہ کے وجود اور ان کے مبارک سانسوں سے زندگی، حرکت اور سرشاری کی نعمتوں سے مالا مال ہوگی جو بے شبہ اس وقت عالم اسلام کی مذہبی و روحانی اور علمی و تحقیقی سرگرمیوں کے مرکز، آبرو اور سرمایہ کی حیثیت کے حامل ہیں۔ ایک وقت میں ایک جگہ اتنی تعداد میں اہل علم و فضل کا یہ اجتماع اس خطے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عنایات بے پایاں کا ایسا مظہر ہوگا جو جامعہ، بانی جامعہ اور اس خطہ کے تمام باشندوں کے لئے صرف یادگار ہی نہیں بلکہ حمد و شکر کا سزاوار بھی ہوگا۔

۲۴، ۲۵ مارچ سے قریب ایک عشرہ قبل حضرت بانی جامعہ ابوظہبی سے تشریف لائے اور مذاکرہ علمیہ کے انعقاد کی نوک پلک درست کرنے کا عمل بھی تیز تر ہو گیا، اعظم گڑھ اور اطراف و جوانب کے معززوں، ضلع انتظامیہ کے ذمہ داران، صحافت اور ذرائع ابلاغ کے نمائندوں، سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوا، تعاون کے لئے یہ سب حاضر اور مستعد تھے، صاف ظاہر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دو مقبول بندوں سے انتساب اور بانی جامعہ کے اخلاص کو قبولیت کا شرف بخش کر اپنی عنایتوں کا باب کرم وا کر دیا تھا۔

۲۳ مارچ کو ہرے بھرے کھیتوں اور باغوں کے درمیان جامعہ اسلامیہ کے نہایت خوبصورت اور پُر وقار احاطہ میں چہل پہل شروع ہوگئی اور شام ہوتے ہوتے مولانا عبداللہ کاپودری اور مولانا شبیر صاحب سالوجی کی آمد سے محسوس ہوا کہ جامعہ کے افق پر علم و تقوی کے ستارے طلوع ہونے لگے، اور جب ۲۴ تاریخ کا خورشید جہاں تاب روشن ہوا تو معلوم ہوا کہ علم و فضل کے سیاروں اور ستاروں سے جامعہ کی زمین رشک فلک بنی ہوئی ہے اور شیدائی اور عقیدت مند جگہ جگہ ہالے بنائے ہوئے اپنے اپنے ستاروں کے محور پر گردش کر رہے ہیں۔

مذاکرہ علمی کا خوبصورت پنڈال اور شاندار اسٹیج یادگار تقریبات کے لئے تیار ہو چکا تھا اور علماء فضلاء کی دید و شنید کے لئے لوگ پروانوں کی طرح وقت سے پہلے ہی وہاں جمع ہو چکے تھے، قریب دس بجے مرکز الشیخ کی افتتاحی مجلس کی مسند صدارت پر جناب مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی معتمد دار العلوم ندوۃ العلماء رونق افروز ہوئے، موصوف صرف دار العلوم ندوۃ العلماء کے ہی معتمد نہیں بلکہ ان کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا بھی اعتماد کامل حاصل رہا،

حضرت مولانا ندویؒ اور ندوۃ العلماء کی دعوت وفکر کے بزرگ ترین سفیر کی حیثیت سے ان کی شہرت ہے' ان کے ساتھ مولنا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ اور بانی جامعہ مولانا تقی الدین صاحب ندوی' اور جناب مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی نے بھی شہ نشین کرسیوں کو رونق بخشی' اس افتتاحی جلسہ کی نظامت نوجوان صالح مولانا فیروز اختر ندوی مدیر مرکز الشیخ الندوی کے سپرد کی گئی جنہوں نے تلاوت قرآن مجید کے لئے جامعہ کے استاد قاری مسعود احمد کو دعوت دی اور اس طرح کلام ربانی سے اس مجلس عرفانی کا بابرکت آغاز ہوا' اس کے بعد جناب منشی شکیل احمد بستوی صاحب نے مولانا محمد احمد صاحب پرتاپ گڑھیؒ کی' درد وسوز میں ڈوبی ہوئی ایک نظم پیش کی' پھر تین طالب علموں نے جامعہ کا ترانہ اس طرح پیش کیا کہ ایک سماں بندھ گیا' خطبہ استقبالیہ بانی جامعہ نے پیش کیا' لیکن لکھے ہوئے خطبے سے زیادہ مولانا نے زبانی اپنے جذبات کا اظہار کیا' حضرت شیخ الحدیثؒ اور حضرت مولانا علی میاںؒ کی محبتوں اور عنایتوں کے بیان میں ان کی آنکھیں نم ہوگئیں' پلکوں پر یہ ستارے قریب پچاس سال کی یادوں کو منور کر گئے' انہوں نے اس سمینار کے انعقاد کی غرض وغایت بیان کرنے کے ساتھ اعظم گڑھ اور بیرون اعظم گڑھ کے ہر مخلص معاون کے لئے جذبات تشکر کا اظہار کیا' وقت کی تنگی نے اختصار کے لئے مجبور ضرور کیا لیکن ؎

کبھی فرصت سے سن لینا عجب ہے داستاں میری

نے اس اختصار کو بھی اثر اور جامعیت کے لحاظ سے بڑی کیفیت بخش دی' خطبہ استقبالیہ کے بعد ناظم جامعہ اور ''الولد سر لابیہ'' کے حقیقی مصداق ڈاکٹر ولی الدین ندوی استاذ حدیث جامعہ دبئ نے جامعہ کی ایک مختصر لیکن نہایت جامع روداد پیش کی' وہ ایک روز قبل ہی ابوظہبی سے آئے اور بجائے گھر جانے کے سیدھے جامعہ پہونچے اور پھر ہمہ تن عمل ہوگئے' ان کے بعد حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے تقدیمی کلمات ادا کئے' مولانا مدظلہ کی تقریر بھی مختصر اور سادہ تھی' لیکن حضرت کی سادہ شخصیت کی طرح ان کی تقریر کے متعلق یہی تاثر برحق ہے کہ

بات میں سادہ وآزاد معانی میں دقیق

مولانا عبداللہ عباس ندوی کے صدارتی کلمات کی اثر انگیزی بتا رہی تھی کہ ملت کے دو انتہائی قابل احترام بزرگوں کی روحانی توجہات کا آغاز ہو چکا ہے اور ان کے معتقدین کی زبانوں پر بے اختیار ایسے مضامین جاری ہو رہے ہیں جن کا سرچشمہ محض عالم غیب ہے' اسے القاء کہئیے یا الہام' بات یہی تھی کہ ؎

آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں

یہ ساری باتیں ان شاء اللہ حرفاً حرفاً شائع ہوں گی' اس روداد کا اختصار ان کی تفصیل کا متحمل نہیں ہوسکتا' بانی جامعہ کے اظہار تشکر کے بعد حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے اپنے دست مبارک سے مرکز یا لشیخ کی عمارت کا صدر دروازہ کھول کر افتتاح فرمایا' اس طرح مرکز الشیخ کی اس افتتاحی تقریب کی تکمیل ہوئی' شرکاء جلسہ نے

اس موقع پر مرکز کی شاندار عمارت اور اس کے وسیع وعریض کتب خانے کی زیارت کی' اور ایک مختصر چائے کے وقفہ کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مدنیؒ سیمینار کی افتتاحی نشست کا باقاعدہ آغاز حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کی صدارت اور جناب مولانا نذر الحفیظ ندوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی نظامت میں ہوا' قاری عامر صاحب کی تلاوت کے بعد حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم اور حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے کتاب ''اوجز المسالک'' کا اجراء فرمایا' جو اٹھارہ جلدوں میں بانی جامعہ کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ بیروت سے شائع ہوئی ہے اس کے بعد بزرگ شاعر اور جامعہ اور ''الشارق'' کے خاص قدرداں جناب فاخر جلال پوری کے کلام کے بعد بانی جامعہ مولانا ندوی مظاہری مدظلہ نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا' اور اس موقع پر بھی تحریر سے زیادہ ان کی گفتگو موثر رہی' جس میں حضرت شیخ کی عنایات وتوجہات کا ذکر محبت وعقیدت کے ایسے لہجہ میں تھا کہ سننے والوں کی تمنا تھی کہ کاش یہ لمحات دراز ہوتے جائیں' مولانا مدظلہ نے اس موقع پر اپنے مرشد حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاپ گڑھیؒ اور حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند' اور حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی کا ذکر بھی کیا' بعض کبار علمائے ہند کے ساتھ شیخ محمد علوی مالکی' ڈاکٹر نور الدین عتر استاد حدیث دمشق یونیورسٹی شیخ محمد عوامہ' مولانا یوسف متالہ خلیفہ حضرت شیخ الحدیث لندن کے خطوط' مقالات اور پیغامات کا ذکر کر کے ان کا شکریہ ادا کیا' اور حضرت شیخ الحدیثؒ کے صاحبزدہ گرامی حضرت مولانا محمد طلحہ صحاب کاندھلوی اور ان کے ممتاز متوسلین اور صاحبان اجازت وخلافت کا تعارف بھی پیش کیا ان میں شیخ محمد اسماعیل بدات مدینہ منورہ' مولانا شبیر صاحب سالوجی جنوبی افریقہ اور مولانا عبداللہ کاپودری کناڈا' شیخ مفتی محمد اسماعیل کچھولوی لندن جیسی شخصیتیں شامل تھیں' ان حضرات نے بھی اس موقع پر اپنے جذبات واحساسات کے اظہار سے گریز نہیں فرمایا' اخلاص وللّٰہیت اور علم حدیث سے نسبت عالیہ اور فنائیت فی الشیخ کے لحاظ سے یہ حضرات جس مقام بلند پر فائز ہیں' اس کا ایک ہلکا اندازہ ان کے کلمات مبارکہ سے کیا جاسکتا ہے' ان حضرات کی گفتگو اور صاحب معرفت وطریقت مولانا قمر الزمان الہ آبادی کی اس موقع پر مختصر تقریر بھی ان شاء اللہ پردہ تحریر پر ظاہر ہوگی' صدر نشست اور بانی جامعہ کے شکریے اور حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند کی دعا پر یہ نشست اختتام کو پہونچی۔

اسی ۲۴ تاریخ کو عصر کی نماز کے بعد طلبائے جامعہ کی تعلیمی وثقافتی سرگرمیوں کی ایک مختصر اور دلچسپ جھلک پیش کی گئی' مسجد کے زیر سایہ وسیع سبزہ زار پر عامر وصاف نے اردو اور صفی اللہ نے عربی میں تقریریں کیں' اور ایک دلچسپ عربی مکالمہ "السنة النبوية وحجيتها في الاسلام" کے موضوع پر ہوا' جس میں سید جمشید احمد (متعلم عالیہ ثالیہ شریعہ) نواب عالم (متعلم عالیہ ثانیہ شریعہ) احتشام الحق (متعلم عالیہ اولیٰ شریعہ) زاہد اختر (متعلم عالیہ اولیٰ شریعہ) اور بانی جامعہ حضرت مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی کے ہونہار حفید فرید الدین (متعلم ثانویہ خامسہ)

نے برجستہ بحث و مباحثہ میں عربی زبان میں خیالات کا اظہار بڑے سلیقہ سے کیا' مولانا سید محمد رابع ندوی اور مولانا عبداللہ عباس ندوی نے اس موقع پر بچوں کو نصیحتوں سے سرفراز فرمایا۔

مغرب کی نماز کے بعد سمیناری مقالات کی نشست حضرت شیخ الحدیث کے مخلص و فعال عقیدت مند مولانا عبداللہ کاپودری کی صدارت میں ہوئی' مولانا کاپودری کا ذکر آ چکا ہے ان کی شخصیت کی سادگی' دلنوازی بجائے خود بڑی دلکش ہے' اس سیمنار کے اکثر حاضرین کو پہلی بار ان کی زیارت کی سعادت حاصل ہو رہی تھی' سیمنار کے برکات میں یہ زیارت کچھ کم نہیں' نظامت جامعہ ملیہ دہلی کے شعبہ عربی کے پروفیسر ڈاکٹر شفیق احمد خان کے حصہ میں آئی' اس نشست میں کل سات مقالات پیش کیے گئے' مقالات اور مقالہ نگار حضرات کی تفصیل اس طرح ہے:

| مقالہ نگار | عنوان مقالہ |
|---|---|
| حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی | حضرت شیخ الحدیث کی لامع الدراری امتیازات و خصوصیات |
| حضرت مولانا سعود عالم صاحب قاسمی | حضرت شیخ الحدیث کا علم حدیث میں مقام |
| حضرت مولانا عتیق احمد صاحب بستوی | حضرت شیخ الحدیث اور ان کی فقیہانہ نظر |
| حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی | حضرت شیخ الحدیث اور ان کے درس کی امتیازی خصوصیات |
| حضرت مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی | حضرت شیخ الحدیث اور عامۃ المسلمین |
| حضرت مولانا عبداللہ معروفی صاحب | فضائل اعمال پر ناقدین کے اعتراضات کا جائزہ |
| حضرت مولانا سید سلمان حسینی صاحب ندوی | العلامۃ الکاندھلوی و منھجہ فی اوجز المسالک |

اس فہرست سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ کس پایہ اور شان کی نشست تھی' ہر مقالہ پر مغز اور پر از معلومات' سامعین کی محویت اور استغراق کا یہ عالم کہا یک لفظ کا چھوٹنا بھی جیسے گوارہ نہیں تھا' ان مقالات سے اب استفادہ ان کے چھپنے پر ہوگا' تاہم یہ احساس عام تھا کہ مولانا عبداللہ عباس ندوی کے قلم گہربار نے حضرت شیخ اور عامۃ المسلمین کے موضوع کو عجب تب و تاب بخش دیا' حضرت شیخ کی شخصیت اور کوثر و تسنیم سے دھلے الفاظ میں ان کا ذکر سننے والوں کو عرصے تک لطف و لذت سے سرشار کرتا رہے گا' مفتی ابوالقاسم صاحب بنارسی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بنارس نے تو مقالہ پیش ہی کیا' انہوں نے بنارس میں سیمنار کے مہمانوں کے استقبال اور راحت کی ذمہ داری جس اپنائیت سے پوری کی اس کا اجر اللہ تعالیٰ ہی دے گا' بنارس کی ساری ذمہ داریوں کو انہوں نے اپنے سر لے کر ذمہ داریاں کو انہوں نے اپنے سر لے کر ذمہ داران جامعہ کو گویا فارغ البال کر دیا' اس نشست میں بلکہ ہر نشست میں اگرچہ شہ نشین سے ایک شخصیت طبیعت کی سادگی اور نمود و ظہور سے نفور کی وجہ سے دور رہی تاہم ایک گوشہ میں خاموش اور سر جھکا کر بیٹھنے کی ادا کی وجہ سے وہ ہزاروں نگاہوں کا مرکزی رہی' یہ شخصیت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی خلف الرشید حضرت شیخ الحدیثؒ کی تھی' ان

کی اس فقیرانہ جمال کا اثر ان کے خاص ہم نشینوں مولانا محمد سلمان مظاہری ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور اور مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری کی شخصیتوں میں محسوس کیا جارہا تھا' مولانا کاندھلوی مدظلہ کی دعا اور موذن کی اذان عشاء پر اس نشست کا اختتام ہوا۔

۲۵ مارچ' سیمنار کا دوسرا اور آخری دن تھا' ۱۰ بجے مذاکرہ کی دوسری نشست شروع ہوئی مسند صدارت پر مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی اور کرسی نظامت پر مولوی سید جاوید احمد ندوی متمکن ہوئے' مولوی ابرار حسن کی تلاوت کلام پاک سے کاروائی کی ابتدا ہوئی اور مقالات سے پہلے جناب مولانا احمد دیولا ناظم مدرسہ جامعہ علوم القرآن نے جو جمبوسر گجرات سے آئے تھے' مختصر لفظوں میں حضرت شیخ' بانی جامعہ اور جامعہ کے تعلق سے اظہار خیال کیا' نشست میں کل ۹ مقالات پڑھے گئے' جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

| مقالہ نگار: | عنوان مقالہ |
|---|---|
| حضرت مولانا علاء الدین صاحب ندوی | حضرت شیخ کی آپ بیتی کی ادبی و تاریخی اہمیت |
| حضرت مولانا نسیم اختر صاحب ندوی | حضرت شیخ اپنی کتاب فضائل حج کے آئینہ میں |
| حضرت مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی | الکوکب الدری کی اہم خصوصیات |
| حضرت مولانا فہیم اختر صاحب ندوی | حضرت شیخ الحدیث ایک نابغہ روزگار شخصیت |
| حضرت مولانا عبیداللہ صاحب اسعدی | الفیض السمائی تعارف وتبصرہ |
| حضرت مولانا ڈاکٹر یاسین مظہر صاحب صدیقی ندوی | حضرت شیخ اور اوجز المسالک |
| حضرت مولانا عمیر الصدیق صاحب ندوی | اوجز المسالک مزایاہ وخصائصہ |
| حضرت مولانا جمشید احمد صاحب ندوی | حضرت شیخ الحدیث کی چند اردو تصانیف |

عنوانات کے تنوع سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ نشست بھی بڑی مفید اور بیش بہا معلومات سے پر رہی جناب مولانا برہان الدین سنبھلی' ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی ندوی' مولانا عبیداللہ اسعدی وغیرہ کسی بھی سیمنار کے وقیع اور کامیاب ہونے کے ضامن ہیں' پنڈال حسب معمول سامعین سے معمور تھا ہمہ تن گوش مجمع کی محویت کو چائے کے وقفہ نے توڑا اور معاً بعد آخری نشست کے آغاز کا اعلان کیا گیا جس کے مسند صدارت کو مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء نے زینت بخشی' شہ نشین پر مولانا محمد سالم صاحب قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند اور بانی جامعہ بھی جلوہ افروز تھے' نظامت کے فرائض کی ذمہ داری مسلم یونیورسٹی کے شعبہ دینیات کے پروفیسر مولانا سعود عالم قاسمی نے سنبھالی' حضرت مولانا محمد سالم قاسمی کے کلمات نصائح کے بعد مقالات پیش کئے گئے' یہ کل ۱۰ تھے تلک عشرۃ کاملۃ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

| مقالہ نگار | عنوان مقالہ |
| --- | --- |
| حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب | حضرت شیخ کے مخطوطات اور غیر مطبوعہ رسائل ایک جائزہ |
| حضرت مولانا شفیق احمد خان صاحب ندوی | جزء حجۃ الوداع وعمرات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک نظر |
| حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب اصلاحی | اوجز المسالک کا شروح موطا میں مقام |
| حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب رومی | حضرت شیخ الحدیث اور ان کی فقہی خدمات |
| حضرت مولانا زر محمد ولی رحمانی صاحب | رشتہ ذرہ کا ماہتاب سے |
| حضرت مولانا یحییٰ صاحب نعمانی | حضرت شیخ الحدیث اور بذل المجہود |
| حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب رحمانی (مولانا عبداللہ صاحب معروفی نے پیش کیا) | حضرت شیخ کے مکتوبات......ایک جائزہ |
| حضرت مولانا محمود صاحب حسنی ندوی | حضرت شیخ کے مکتوبات......ایک جائزہ |
| حضرت مولانا واضح رشید صاحب حسنی ندوی | العلامۃ الکاندھلوی والعشق النبوی |
| حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی | حضرت شیخ الحدیث کی بعض تصانیف اور ندوۃ العلماء |
| حضرت مولانا نور الحسن صاحب راشد کاندھلوی | حضرت شیخ کا روزنامچہ ایک جائزہ |

ہر مقالہ خوب سے خوب تر تھا' مولانا عبدالقدوس رومی مفتی شہر آگرہ کا مقالہ ان کی موجودگی میں انکے صاحبزادے جناب مولانا مجد القدوس نے پیش کیا' جناب مولانا زر محمد ولی رحمانی صاحب کے تاثراتی مضمون نے تو الگ ہی سماں باندھا' جناب مولانا واضح رشید ندوی کا مقالہ عربی زبان میں تھا جس کو مولوی فیروز اختر ندوی نے پیش کیا' صدر نشست مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی نے پہلے تو حضرت شیخ الحدیث کے بارے میں اپنے تعلق اور واقعات کا اظہار کیا پھر اپنے مقالہ کے جستہ جستہ مقامات بھی سنائے' مولانا اعظمی ندوی کا تاثر دوسرے اصحاب کے بارے میں یہ تھا کہ حضرت شیخ کی برکت سے کہنے والوں کے الفاظ میں الہامی تاثیر پیدا ہوگئی تھی' خود انکے تاثرات کے متعلق بھی اسی کیفیت کو محسوس کیا گیا' آخر میں ناظم جامعہ اسلامیہ ڈاکٹر ولی الدین صاحب ندوی نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور ضیافت کی راہ میں آنے والی ہر تکلیف کے لئے معذرت کا اظہار کیا' انہوں نے سیمنار میں پیش کئے گئے خیالات کی روشنی میں واضح کیا کہ حضرت شیخ الحدیث کی کتابوں اور ان کے غیر مطبوعہ کاموں کو اعلیٰ معیار کے ساتھ ''مرکز الشیخ ابی الحسن الندوی'' کی جانب سے شائع کیا جائے گا' حضرت شیخ کی عدیم المثال مذہبی وعلمی خدمات کے فروغ کے لئے انہوں نے اس توقع کا بھی اظہار کیا کہ اس قسم کے علمی مجالس کا سلسلہ جاری رہے گا' مندوبین کی جانب سے ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے جامعہ' بانی جامعہ اور تمام منتظمین کے شکریہ کا فریضہ انجام دیا اور بجا طور پر اظہار فرمایا کہ مہمانوں کو ادنیٰ سی تکلیف کا احساس نہ ہونے دینے میں یہ سیمنار عدیم المثال رہا۔

پروگرام کے مطابق مغرب کی نماز کے بعد اجلاس عام ہونا تھا' اس کے لئے جامعہ سے متصل' جامعہ کے ایک وسیع قطعہ آراضی پر ایک نہایت شاندار شامیانہ سایہ فگن تھا' جس میں تقریباً ساٹھ ہزار افراد کی نشست کی گنجائش تھی' یہ پنڈال بھی قدر آرام دہ اور خوبصورت تھا کہ کہنے والوں کے مطابق اعظم گڑھ میں اس سے پہلے کبھی اس شان کا پنڈال آراستہ نہیں کیا گیا تھا' مغرب کی نماز سے پہلے ہی لوگوں کی آمد کا تانتا بندھنے لگا' من کل فج عمیق'' کی عملی تفسیر سامنے تھی اور جب جلسہ شروع ہوا تو عالم یہ تھا کہ سامعین کی تعداد لاکھ سے بھی تجاوز کر گئی' حد نظر تک بس ایک خلقت تھی جو ٹوٹی پڑ رہی تھی' سارے اندازوں کے برخلاف یہ بے مثال مجمع بس یہی ثابت کر رہا تھا کہ یہ حضرت شیخ الحدیث اور حضرت مولانا علی میاںؒ کی پاکیزہ نسبتوں اور داعیان جلسہ کی پاک صاف نیت کی برکت اور عنداللہ مقبولیت کا جیتا جاگتا نمونہ ہے اعظم گڑھ' مئو' مبارکپور کو تو قرب کی سہولت تھی لیکن گونڈہ' بستی' گورکھپور' پرتاپ گڑھ' الہ آباد' سلطان پور' جونپور' غازی پور اور بنارس سے آنے والے محبت وعقیدت کی ایک نئی داستان رقم کر گئے' مولانا سجاد نعمانی نے اس سیمنار اور جلسہ کو عدیم المثال قرار دیا' اور مولانا سید سلمان حسینی ندوی کی زبان سے بے اختیار یہ سچی بات نکلی کہ یہ جلسہ تاریخی بھی ہے اور تاریخ ساز بھی' الحمدللہ اس مرجعیت ومقبولیت کا اثر اس طرح ظاہر ہوا کہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی' مولانا محمد ولی رحمانی' مولانا سجاد نعمانی اور مولانا سلمان حسینی کی زبانوں سے معرفت وحقیقت کے چشمے رواں ہو گئے ایسی طاقتور' پراثر تقریریں کم کی جاتی اور کم سنی جاتی ہیں' مولانا محمد ولی رحمانی کی صدارت اور مولانا رئیس الشاکری ندوی اور مولانا سید جاوید احمد ندوی استاد جامعہ اسلامیہ کی نظامت میں یہ جلسہ تاریخ ساز کامیابی کی ایک نئی تاریخ لکھ کر ختم ہوا' جس کی یاد ہی مدت تک باقی نہ رہے گی بلکہ یقین ہے کہ اس کے مبارک اثرات بھی دیرپا ثابت ہوں گے' علوم دینیہ سے اشتغال' معاشرے کی اصلاح اور خود اپنی زندگیوں میں انقلاب برپا کر دینا اور خیر امت کا مثالی کردار نبھانے کی ترغیب اس جلسہ کی روح تھی' امید ہے یہ روح زندہ اور تابندہ ہو کر اس علاقہ میں خاص طور پر اور امت مسلمہ میں عام طور پر احیاء اسلام تعمیر انسانیت کے لئے سرگرم عمل ہو گی' جلسہ کا اصل مقصد بھی یہی تھا اور جن بزرگان گرامی سے اس کی نسبت تھی ان کی زندگی کی اصل کہانی بھی بس یہ تھی' سیمنار اور جلسہ ختم ہوا' مندوبین اور شرکاء کے کچھ نام اس داستان میں آ گئے لیکن ایسے مندوبین بھی تھے جن کے مقالات وقت کی قلت کی وجہ سے پیش نہیں کئے جا سکے' دارالمصنفین ' دارالعلوم دیوبند' دارالعلوم ندوۃ العلماء مدرسۃ الاصلاح' جامعۃ الفلاح' مظہر العلوم' احیاء العلوم' مدرسہ بیت العلوم' دارالعلوم الاسلامیہ بستی وغیرہ تو چند نام ہیں' ورنہ قرب وجوار خصوصاً مئو' مبارکپور کے تمام مدارس اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی' جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی' شبلی نیشنل پوسٹ گریجویٹ کالج' اعظم گڑھ جیسے اہم تعلیمی مراکز کے نمائندے کثرت سے موجود تھے۔

بہت سے ایسے اسمائے گرامی ہیں جن کے ذکر سے ذہول عین ممکن ہے مولانا عبداللہ حسنی صاحب' مفتی محمد ظہور ندوی' مولانا محمود الازہار' مولانا محمود حسن حسنی ندوی' ڈاکٹر نفیس احمد چیف پراکٹر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ' بقیہ صفحہ نمبر (۶۱) پر

جناب امجد بٹ*

# پروفیسر علامہ مضطر عباسیؒ
# ایک عہد ساز شخصیت

پروفیسر علامہ مضطر عباسیؒ ۱۹۳۱ء میں تحصیل مری کے گاؤں مسیاڑی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں سے حاصل کی، سکول اور کالج کی تعلیم کے لئے والد گرامی حاجی محمد سلیم صاحب (مری میں تبلیغی جماعت کے بانی) نے دہلی بھیج دیا۔ بعد ازاں پنجاب یونیورسٹی سے عربی اور فارسی کے امتحانات پاس کئے۔ اس عرصہ میں اپنے اصل نام محمد طالب عباسی کے بجائے قلمی نام مضطر سے شہرت پائی اور آج خاندان کے علاوہ بہت کم لوگ ان کے اصل نام سے واقف ہیں۔ اسلامی یونیورسٹی (بہاولپور) سے علامہ کی ڈگری حاصل کی جبکہ بہاولپور یونیورسٹی سے ایم اے اسلامی تاریخ میں شاندار کامیابی حاصل کی۔ اورینٹل ٹیچر کی حیثیت سے گورنمنٹ ہائی سکول گلہڑہ گلی اور مری میں شعبہ تدریس سے وابستہ رہے اور پی اے ایف کالج لوئر ٹوپہ سے بحیثیت وائس پرنسپل ریٹائر ہوئے۔ دوران ملازمت پنجاب ٹیچر یونین کے جنرل سیکرٹری رہے۔ بھٹو دور میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں اعلیٰ عہدے پر تعیناتی اور بعد ازاں مدینہ یونیورسٹی میں لیکچررشپ کی پیشکش ہوئی لیکن انہوں نے مقامی لوگوں کو تعلیم سے بہرہ ور کرنے کو ترجیح دی۔

مری میں مولانا سفارش عباسی کی سرپرستی میں جامعہ اشاعت اسلام اور جناب قاری زرین عباسی کی نگرانی میں ''جامعہ اشاعت اسلام اور جناب قاری زرین عباسی کی نگرانی میں ''جامعہ سبحانیہ'' نامی دو دینی ادارے قائم کئے جن میں ''درس نظامی'' کیساتھ ساتھ بی اے تک تعلیم کا اہتمام تھا جہاں سے با قاعدہ کتب و رسائل شائع ہوتے رہے۔ ۱۹۵۲ء میں ''انتخاب مخزن'' کے مطالعے نے اسپرانتو سے واقفیت دلائی اور جلد ہی سیکھنے کی کتاب مرتب کر لی۔ جسکے مسودے سے جناب عبدالغفار فلک مرحوم، حافظ صفدر مومن مرحوم اور اکرام صاحب نے اسپرانتو سیکھی۔ ۱۹۷۶ء میں مکتبہ القریش لاہور نے ''اسپرانتو اردو ریڈر'' نامی کتاب بادل نخواستہ شائع کی لیکن ۱۹۸۴ء میں ''بنیادی اسپرانتو اردو ریڈر'' اور ''اسپرانتو اردو لغت'' کے دو ایڈیشن شائع کئے۔ اسکے بعد مقتدرہ نے بھی جناب پروفیسر سعید فارانی کی دو

* سیکرٹری جنرل UIEA، مری

اسپرانتو کتب اور جناب پروفیسر صدیق چیمہ کی ایک کتاب شائع کی۔ ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک اور ''الفاروق'' کراچی نے انکے تحقیقی مضامین شائع کر کے نہ صرف قارئین کو لسانیات اور نئی زبانوں کی تفصیلات سے آگاہ کیا ہے بلکہ ایسا حوالہ جاتی مواد فراہم کیا ہے جو یہ ثابت کر سکے کہ یورپ کی تمام بڑی زبانیں دراصل عربی النسل الفاظ پر مبنی ہیں اور اگر کوئی ادارہ یا علم دوست افراد ان کی ایسی تحریروں کو یکجا کر کے شائع کر دیں تو یہ علم لسانیات کو بنیاد فراہم کرنے کے مترادف ہوگا' ملک کے نامور اخبارات و جرائد ان کی تحریریں فخر کیساتھ شائع کرتے ہیں۔ مختلف موضوعات پر انکی ۱۵ کتب شائع ہو چکی ہیں۔ اور چار عدد طباعت کی منتظر ہیں لیکن آج تک کسی کتاب یا تحریر کا معاوضہ اپنی ذات پر خرچ نہیں کیا۔

اسپرانتو کے لئے علامہ کی شاندار خدمات کے بدلے میں یونیسکو کے ذیلی ادارے ''عالمی اسرانتو ایسوسی ایشن'' کا اعزازی رکن منتخب کیا گیا ہے۔ یہ اعزازی رکنیت دنیا کے پندرہ کروڑ ''اسرپانتو دانوں'' میں صرف ۱۵۷ افراد کو حاصل ہے۔ اسلامی دنیا میں یہ اعزاز ایران کے بعد صرف پاکستان کو مل رہا ہے اور ہندوستان اس سے محروم ہے۔ اس رکنیت کا باقاعدہ اعلان اسپرانتو کی چھیاسی ویں عالمی کانگریس میں کروشیا کے دارالحکومت زیگرب میں اگست ۲۰۰۱ء میں یونیسکو کے سربراہان نے خود کیا۔ اندرون اور بیرون ملک قرآن کریم کے اسپرانتو ترجمے کی سعادت کے باعث اسپرانتو اور علامہ موصوف کو خاصی شہرت حاصل ہوئی' جس کی وجہ سے نہ صرف ہزاروں غیر مسلموں نے قرآن پاک کا مطالعہ کیا بلکہ کئی افراد مائل بہ اسلام ہوئے۔

عربی' اردو اور اسپرانتو میں قریباً ۱۳۰۰ احادیث مبارکہ' قرآن کریم کی لغت (عربی' اردو' اسپرانتو' انگریزی) عالمی امن کے موضوع پر قرآن حکیم کی قریباً ۷۰۰ آیات طباعت کی منتظر ہیں' اگر کوئی دینی درد رکھنے والے صاحب یا ادارہ ان کی احادیث مبارکہ' لغت اور منتخب آیات کی طباعت میں تعاون اور سرپرستی فرما دیں تو دین اسلام کے فروغ کے لئے ان کی خدمات سعادت اور نیکی کا باعث ہوں گی۔ اگر حکومت اور مخیر حضرات کا تعاون اور سرپرستی حاصل ہو تو ہم کروڑوں افراد کو دین اسلام کی طرف مائل کر سکتے ہیں علامہ مظفر عباسی نہ صرف پاکستان میں پہلے اسپرانتو اور پہلی اسپرانتو کتاب کے مصنف تھے۔ بلکہ پاکستان اسپرانتو ایسوسی ایشن ''پاکینا'' (رابطہ: اسپرانتو مرکز۔ لوئر مال مری) اور عالمی اسلامی اسپرانتو ایسوسی ایشن کے بانی بھی تھے۔ اور انہی کی کوششوں اور سرپرستی کی بدولت اسپرانتو زبان میں اسلام کی سربلندی کے لئے سب سے زیادہ کام پاکستان (مری) سے ہوا ہے۔ حال ہی میں ان کے مقالے (اسلام کے متعلق غیر مسلموں کے سوالوں کے جوابات) کو یونیسکو نے اجازت لے کر اٹلی سے شائع کیا ہے۔ ان کی مطبوعہ اور طباعت کی منتظر کتب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مطبوعہ: قران کریم (ترجمہ)۔ اسپرانتو اردو لغت۔ اسپرانتو اردو ریڈر۔ اردو اسپرانتو لغت۔ اسلامی مضامین۔ سیرت محمد ﷺ (اسپرانتو) احباب نامہ ''اسپرانتو تحریک'' (اردو/اسپرانتو)۔ اسوۂ عبیداللہ سندھی۔ آخری

خطبہ رسول ﷺ (اسپرانتو/اردو)۔ درس قرآن (اردو/اسپرانتو)۔ سچی کتاب' جلد اول' دوم (اسپرانتو)۔ ملنگ نامہ (اردو)۔ انقلابی معاشیات (اردو)۔ اسپرانتو' نصاب کی پہلی کتاب۔ اسپرانتو' نصاب کی دوسری کتاب۔ بامحاورہ آسان اور Basic English میں پہلے پارہ قرآن پاک کا ترجمہ۔ قرآنی تعلیمات (قرآن کریم کی تمام سورتوں کا خلاصہ)۔ پانچ عدد کتب کے تراجم جو نیشنل پبلیشنگ ہاؤس (صدر) راولپنڈی نے ان کے نام کے بغیر شائع کیے۔

<u>غیر مطبوعہ:</u> منتخب احادیث (عربی' اردو/اسپرانتو)۔ فکر ونظر (اردو شاعری)۔ لغت قرآنی (عربی' اردو/ اسپرانتو' انگریزی)۔ حق نما' 'خلائی مخلوق کا پیغام' '۔ منتخب آیات قرآنی (عربی' اردو' اسپرانتو)

مری کے ایک دور افتادہ گاؤں مسیاڑی میں پیدا ہونے والا یہ غیر معمولی شخص ۲۶ فروری ۲۰۰۴ء کو پولی کلینک اسلام آباد میں ۷۳ یا ۷۸ سال کی عمر میں خالق حقیقی سے جاملے۔

پاکستان اور غیر ممالک کے علماء' دانشور اُن کی ہمہ جہت عالمانہ صلاحیتوں اور درویشانہ زندگی کے معترف ہیں ایسا شخص جس نے کسی کا حق نہ چھینا ہو' جھوٹ نہ بولا ہو اور صرف رزق حلال کھایا ہو وہ شخص جس نے ولی نہ ہوتے ہوئے ولیوں جیسی زندگی گزاری ہو اور نبیوں کے راستے کو اپنایا ہو عملی طور پر دوسروں کے دکھ درد بانٹنے والا' بے روزگاروں کے لئے نوکریوں کا بندوبست کرنے والا اپنے ذاتی مراسم کو دوسروں کی بھلائی کے لئے استعمال کرنے والا۔ اسلام کو صرف نماز روزے کا مذہب نہیں بلکہ معاملات کا عملی دین سمجھنے والا اور اپنے والد سے درویشی اور علم وراثت میں لینے والا آج ہم میں نہیں ہے۔ اللہ اس کی مغفرت فرمائے۔ امین

وطن عزیز میں اردو زبان کی ترویج' مسلمانوں کے درمیان روابط کے لئے قرآنی عربی اور اولاد آدم کے درمیان عالمی روابط کے لئے ایک غیر جانبدار آسان اور عالمی زبان اسپرانتو کا رواج ان کی زندگی کے مشن تھے جس کے لئے انہوں نے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی ان کا نقطہ نظر تھا کہ ہم لسانی خودمختاری کے بغیر کسی قسم کی قومی' دینی اور عالمی آزادی اور کامیابی کا دعویٰ نہیں کرسکتے اور یہ بات انگریزی زدہ معاشرہ سمجھنے سے عاری ہے۔

گزشتہ ایک سال سے علامہ صاحب بیمار رہتے تھے اس عرصہ میں ان کے تمام اقارب واحباب نے بہت خیال رکھا خصوصاً ان کے دونوں بیٹوں اخلاق عباسی اور اخلاص عباسی واہل خانہ نے علامہ صاحب اور ان کے مہمانوں کی بہت خدمت کی۔ جہلم میں اشتیاق پال' رحیم یار خان میں مولانا مقصود اور ساہیوال کے مولانا منظور (خطیب مسجد شہداء) کو یہ سعادت حاصل ہوئی۔ جب ان کی دعوتیں کی جاتیں تو کبھی ایک سے زیادہ سالن نہ کھاتے۔ کراچی میں ایک عزیز کیپٹن افتخار کی شادی کے موقع پر آرمی میس میں پرتکلف دعوت ولیمہ تھی علامہ صاحب کے بھائی اور بہنوئی نے کہا کہ ہم کھڑے ہوکر کھانا نہیں کھائیں گے کیونکہ یہ سنت کے خلاف ہے۔ علامہ صاحب فرمانے لگے آپ کو یہ سنت تو یاد ہے لیکن یہ سنت یاد نہیں کہ حضور ﷺ کسی بھی موقع پر دس قسم کے کھانے نہیں کھاتے تھے بلکہ صرف ایک سالن تناول

فرماتے' ان کی ساری زندگی قناعت' درویشی اور سادگی کی مثال بنی رہی وگرنہ اپنے علم اور تعلقات کی بناپر ان کے لئے مالدار بننا بہت آسان تھالیکن وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ اپنے دوستوں کو علم اور دشمنوں کو مال کی دولت سے نوازتا ہے۔

جناب طیب بشیر بھٹی بھیروی ''صدر پاکیسا'' نے علامہ صاحب کی عقیدت میں ان کا کوئی حکم نہ ٹالا۔ ان کے آرام' صحت اور خواہشات کا حد درجہ احترام کیا' علامہ صاحب اسپرانتو کی ترویج اشاعت کو جو منصوبہ بناتے جناب بھٹی صاحب سب سے پہلے اپنا مالی تعاون پیش کر دیتے۔ ملتان میں یہی خدمات جناب طارق عمر چوہدری سرانجام دیتے۔ ملتان ہی کے جناب حافظ عبدالقدوس شفقت کو اسپرانتو کے ذریعے دین اسلام کی تبلیغ کے لئے بہت اہمیت دیتے۔ علامہ صاحب نے اپنی زندگی میں عالمی اسلامی اسپرانتو ایسوسی ایشن UIEA کے چیئرمین کے لئے کوہاٹ (شکردرہ) سے جناب ڈاکٹر اقبال الدین فنا کو منتخب کیا تھا وہ ان کی علمیت اور اسپرانتو قابلیت کا اکثر ذکر فرماتے تھے اس طرح لاہور سے جناب شاہد بخاری کے بغیر UIEA کے بے سود سمجھتے۔ موصوف فرمایا کرتے کہ بخاری صاحب میرے اس وقت کے مخلص ساتھی ہیں جب پاکستان میں کوئی بھی اسپرانتو اور اس کے ذریعے اسلام کا کام کرنے کو تیار نہ تھا انہوں نے بخاری صاحب کی صدارت میں اسپرانتو کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ کی نصیحت فرمائی تھی۔ علامہ صاحب جناب پروفیسر سعید فارانی اور جناب حفیظ جاوید چیمہ کی اسپرانتو قابلیت کا اکثر ذکر فرماتے۔ اور کہتے کہ ہمیں سید سجاد مجیدی' پروفیسر صدیق چیمہ اور ڈاکٹر طارق مرزا جیسا مخلص ساتھی نہ ملتے تو ہماری اسپرانتو تحریک پھل پھول نہ سکتی۔ موصوف PAF کالج لوئر ٹوپہ کے پروفیسر جناب عبدالمنیر ملک' پروفیسر جناب ریاست علی خاطر اور ملتان کے جناب نعیم جاوید کی اسپرانتو مہارت اور اس سے وابستگی کی مثالیں دیا کرتے۔ علامہ صاحب کی رحلت کے فوراً بعد معروف صحافی جناب اسلم کھوکھر' جناب حافظ سعید اور پروفیسر عابد عباسی کی طرف سے روزنامہ اوصاف میں چھپنے والے مضامین انکی عقیدت مندی کا واضح ثبوت ہیں۔ بلکہ جناب اسلم کھوکھر کی کوششوں اور تعاون سے ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے مضطر عباسی کے نظریات اور عالمی امن کا پیغام ملک کے کونے کونے میں پہنچتا رہا ہے۔

علامہ صاحب کے دوستوں شاگردوں اور خدمت گزاروں کی فہرست اتنی طویل ہے کہ سب کو یاد رکھنا ممکن نہیں۔ یوں تو جناب علامہ مضطر عباسی اپنے لواحقین میں دو بیٹے اور ایک بیوہ' بھائیوں' بہنوں اور ان کی اولاد پر مشتمل ایک بہت بڑا خاندان چھوڑ کر گئے ہیں لیکن ان کے سوگواروں میں ہزاروں پر مشتمل ان کی روحانی اولاد اور دوستوں سے میری گزارش ہے کہ ان کے مشن کو آگے بڑھانے ہی میں ہماری کامیابی' پہچان اور بقا ہے اور یہ تبھی ممکن ہے کہ جب ہم مضطر عباسی کی طرح درگزر' علم کی جستجو اور ذاتی فائدے کے بجائے دوسروں کی مدد کرنے کو ترجیح دیں۔ اللہ ہمیں نیکی اور بھلائی کے کاموں میں تعاون کی توفیق دے۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی

# امارات قیامت

قیامت کے روز اعمال:

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ قیامت کے روز تمام اعمال و افعال ایک خاص صورت و انداز میں متشکل و مجسم ہو کر پیش ہوں گے، زنا ایک بدشکل عورت کی شکل میں زنا کار کے بانہوں میں پیش ہوگی۔ اسی طرح تمام منکرات و اعمال قبیحہ کو بدترین صورت میں منکرات کا ارتکاب کرنے والوں کے سپرد کر کے میدان محشر میں لایا جائے گا۔ عبادات و اطاعات کو خوبصورت اشکال میں ڈال کر نیک بندوں کی رفاقت میں رب العزت کے حضور پیش کرنا ہوگا۔

آخرت کا نظام عدل و انصاف:

اس دنیا کے قانون عدل و انصاف و عدلیہ کا نظام اور میدان محشر کے نظامِ عدل و انصاف میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہاں پر معاشرہ میں عزت دار شخص جرم کر کے سیم و زر کے زور سے اس ذلت و رسوائی کا سامنا نہیں کرتا جس ذلت کا سامنا ایک غریب کو کرنا پڑتا ہے یہاں شریف سفید پوش شہری دوسرے کا حق غصب کر کے بھی اپنی عزت و جعلی شرافت کا بھرم رکھنے کے لئے دنیاوی پولیس کو مسخر کر کے ہاتھوں میں ہتھکڑی پہنوانے سے جان بچالیتا ہے کہ تھانے سے حوالات یا عدالت جاتے وقت راستے و بازار میں چند گزرنے والے ہاتھوں میں زنجیر دیکھ کر بدنامی رسوائی کا باعث نہ بن جائیں۔ یا پولیس کو رشوت و چکمہ دے کر پرہجوم راستوں پر گزارنے سے مجرم اپنے آپ کو بچالیتا ہے مگر روز قیامت تو روز جزا ہے اس روز ہر کسی کو اپنے نیک عمل کا صحیح اجر اور بدکار کو اپنے کئے کی ٹھیک سزا دی جائے گی۔ وہاں تو عمل بد کرنے والے کو اولین و اخرین کے درمیان میں گناہ سمیت لایا جائے گا اور اس کے جرم کی تشہیر کے لئے اگر وہ جرم بے زبان ہے تو اسے زبان دی جائے گی یا اور کوئی ایسے آثار پیدا کر دیئے جائیں گے کہ تمام مخلوقات اس کے جرائم کی طرف متوجہ ہو کر اس کی ذلت کا مزید سامان مہیا کریں۔

رابعہ بصریہؒ:

سرور کائنات صلعم کی ان احادیث و اخبار سے عبرت و موعظمت حاصل کرنے کی بجائے ہم دن بدن خواب غفلت میں پڑتے جا رہے ہیں جب کہ ان اخبار کے صحیح ادراک تو رابعہ بصریہ جیسے پاکدامن اور راست باز اللہ کی بندی کو بے چین کئے ہوئے تھی۔ قیامت و روز محشر کے واقعات و احوال کا حضور کی احادیث کی روشنی میں سن کر اعمالِ صالحہ و

عبادات کے لئے کمر ایسی باندھی کہ دن رات میں ایک ایک ہزار رکعت نفل پڑھنی شروع کر دی۔ کسی نے کہا کہ آپ بڑی خوش بخت ہیں جنت ملے گی' کیونکہ مسلسل رب العزت کی اطاعت میں مصروف رہتی ہو' جواب میں فرماتی ہیں کہ جنت و دوزخ کا داخلہ تو اللہ کی مرضی پر موقوف ہے' میری عبادت کا مقصد یہ نہیں کہ جنت میں داخلہ اور جہنم سے بچاؤ ہو بلکہ حضورؐ کے اس ارشاد کا کہ (قیامت کے دن میری بدنامی کا ذریعہ نہ بنو) آنحضرتؐ کیلئے رسوائی کا ذریعہ نہ بنوں کی وجہ سے مضطرب و پریشان اور مصروف عبادت رہتی ہوں۔ دوسری طرف آج کی عورتیں ہیں کہ اکثر مسائل و احکامات سے آ گاہ ہو کر بھی نوافل تو کیا کہ فرائض کی طرف دھیان تک بھی نہیں اس کے مقابلے میں حضرت کی ایک امتیہ اور روحانی بیٹی نے اللہ و رسول صلعم کی عزت و خوشنودی اور روحانی عظمت مزید بڑھانے کیلئے دن رات ایک کر دیئے۔

آج امتِ محمدیؐ کے دعویداروں کی بداعمالیوں کی وجہ سے خاتم النبین ﷺ کو کس قدر صدمہ پہونچ رہا ہوگا اس کے باوجود بھی ہم ان کی شفاعت کے طلبگار اور اپنے آپ کو حقدار سمجھتے ہیں۔ جب کہ آج بیشتر مسلمان جو مغرب کی تہذیب و تمدن اور افکار و دھریت کے نظریات کے پرستار ہیں' قیامت و حشر نشر و جزا و سزا جیسے یقینی عقائد کا انکار کر کے اسے واعظ و ناصح کے مفروضے قرار دیتے ہیں۔

## وقوع قیامت پر ایک عقلی استدلال:

قیامت (یوم الحساب) کے وقوع پر قرآن مبین اور احادیث مطہرہ کی لاتعداد آیات اور اقوال نبی صلعم صریح دلالت کر رہے ہیں جس کے بیان کی نہ یہ مختصر وقت متحمل ہے اور نہ بیان کی کماحقہ استطاعت۔ اس کے واقع ہونے کے لئے صرف ایک عقلی دلیل ہی شاید کافی ہو کہ کائنات اور وسیع و عریض دنیا میں اللہ کی کروڑوں نعمتوں سے کافر و مسلمان یکساں مستفید ہو رہے ہیں۔ ہر طرف اللہ تعالیٰ کے انعامات و کرامات کا ایک عظیم دسترخوان بچھا ہوا ہے' بلاتفریق رنگ و نسل اور ایمان ہر ایک نعمتوں کے چننے میں مصروف ہے' بلکہ کفار و فساق و فجار' مسلمان اور نیکوکار و پارسا سے زیادہ عیش و عشرت اور آسائش میں مصروف ہیں' مسلمان نے اپنے شامتِ اعمال کی وجہ سے ان کے سامنے دستِ سوال پھیلایا ہوا ہے۔ جب کہ افرادی قوت اور مادی وسائل کے لحاظ سے مسلمان ان سے کئی گنا بڑھ کر ہیں۔ مسلم امہ ذکر الٰہی سے غافل ہو کر مخدومیت اور اکرمیت کے مقام فائزہ سے گر کر خادمیت اور ذلت کی گہری کھائیوں میں جا پہنچی۔ بہر حال جب کائنات کی ان نعمتوں سے کافر و مسلمان' نیکوکار و بدکار ظالم و مظلوم برابر و یکساں فائدہ حاصل کر رہا ہے۔ ایک نیک مسلمان اللہ کی اطاعت' اس کے دین کی اشاعت اور جہاد فی سبیل اللہ جیسے اعمال میں مصروف ہے اور دوسرا مظلومیت کی چکی میں پس رہا ہے کیا ظالم و مظلوم نیک و پارسا اور بدکار میں تمیز نہ کرنا بعید از انصاف نہیں۔ ہر ایک کو اپنے کیئے کا بدلہ' جزا و سزا کی صورت میں دنیاوی اخلاقی' قانونی اور عرفی ذمہ داری نہیں۔ جس مملکت و تہذیب و تمدن میں یہ امتیاز ختم ہو مہذب معاشرہ اسے جنگل کے قانون و آئین کا غدار کہتا ہو پھر دونوں کیساتھ ایک ہی سلوک کیا جائے باغی اور

وفاداری کی تمیز نہ ہو تو ارباب عقل و دانش اس مملکت کی بھاگ دوڑ سنبھالنے والوں کے بارے میں کیا سوچیں گے۔

یہی حالت انسان کی ہے جسے احکام الحاکمین، مالک الملوک نے صرف اور صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا جیسے کہ ارشاد ہے۔ وما خلقت الجن و الانس الالیعبدون۔

ایک مسلمان مقصد تخلیق پر کاربند ہے دوسرا اس مقصد سے منہ موڑ کر اس طرف توجہ ہی نہیں دے رہا تو کیا ان دونوں کے درمیان کسی خاص موقعہ پر انعام وسزا کی صورت میں امتیاز نہ کیا جاوے۔

کاشتکار وقت مقررہ پر اپنی زمینوں میں گندم وغیرہ کا بیج بو کر کئی مہینے فصل کی حفاظت و نگرانی میں گزارتے ہیں ان کی ساری محنت و مشقت کا نتیجہ پھر ایک دن جس کو عربی میں ''یوم الحصاد'' اور اردو میں فصل کی کٹائی کا موقع کہتے ہیں، سامنے آتا ہے اس دن گندم کی کٹائی کے بعد کٹے ہوئے فصل سے گندم و بھوسہ یعنی کارآمد و بیکار میں امتیاز کرنے کے لئے پورے فصل کو ایک خاص عمل سے گزارا جاتا ہے بیلوں، ٹریکٹر و تھریشر وغیرہ کے ذریعہ اناج یعنی کارآمد چیز کو بھوسہ یعنی بیکار چیز سے الگ کر کے غلہ کو محفوظ جگہ پہونچا کر بھوسہ وغیرہ کو حیوانات کے چارہ کے طور یا جلانے والے ایندھن کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہی مثال روزِ قیامت کی ہے جسے یوم الحصاد سے تعبیر کیا گیا ہے جس طرح کھیت کے پانی و کھاد سے فائدہ مقصودی و غیر مقصودی جڑی بوٹیاں برابر حاصل کر رہی ہیں مگر آخر کار بے فائدہ بوٹی کو نکال باہر کر کے پھینک دیا جاتا ہے۔ اللہ کی نعمتوں سے نیکوکار و بدکار، کافر و مسلم ہر دونوں فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔ قیامت کے دن دونوں کے درمیان گندم و بھوسہ کی طرح امتیاز کر کے مسلمان کو جنت عدن کے مقام پر حفاظت سے پہونچا کر کفار و بدکار کو جلنے کیلئے وارد جہنم کر دیا جائے گا۔ اور یہ عمل دنیاوی نظام پر قیاس کرتے ہوئے نہ صرف ضروری بلکہ یہ احتساب و تمیز نہ کرنا سراسر بے انصافی و زیادتی ہوگی۔

اللہ جل جلالہ ہم کو روزِ قیامت پر صحیح عقیدہ و یقین محکم نصیب فرما کر روز حشر کے شدائد سے بچنے کے اسباب میسر فرمادیں۔ وقت ختم ہونے کو ہے۔ انشاء اللہ اس حدیث سے متعلق بقیہ احکامات اگلے جمعہ کو عرض کرنے کی کوشش کرونگا۔

(جاری ہے)

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

مضمون نگار حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنا مقالہ اصل اور صفحہ کے ایک جانب لکھ کر بھیجا کریں۔

ادارہ

# حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی اہلیہ محترمہ مرحومہ کی ہمہ گیر تعزیت

حضرت مولانا سمیع الحق، مہتمم دار العلوم حقانیہ کی اہلیہ محترمہ مرحومہ کی وفات پر ہزاروں افراد نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی اور ہزاروں افراد، مشاہیر زعماء، مشائخ، سیاسی وسماجی اور مذہبی لیڈروں نے خود اکوڑہ خٹک پہونچ کر تعزیت کی۔ اور یہ سلسلہ دو ماہ گزرنے کے باوجود تا حال جاری ہے۔ ہزاروں افراد نے ملک اور بیرون ملک سے ڈاک، ٹیلی فون، فیکس، ای میل سے اظہار تعزیت کیا۔ ایسے تعزیتی خطوط اور پیغامات میں سے چند ایک کے اقتباسات یہاں دیئے جارہے ہیں۔ ............................................ (ادارہ)

ڈاکٹر عبدالقدیر خان، عظیم قومی ہیرو اور نامور ایٹمی سائنسدان:

مجھے آپ کی اہلیہ کے انتقال پُر ملال کی افسوسناک خبر پڑھ کر دلی صدمہ پہونچا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ رب العزت مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کو اور دوسرے اہل خانہ کو اس نا قابلِ تلافی اور اندوہناک صدمہ کو برداشت کرنے کا صبر اور ہمت عطا فرمائے۔ امین آپ کی زندگی میں ایک خلا پیدا ہوگیا ہے اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے آپ کو سکون وصبر عطا فرمائے۔ امین

موجودہ حالات سے جونہی اللہ رب العزت نے چھٹکارا دلایا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔

صدر پاکستان، جنرل پرویز مشرف:

It was with a deep sense of sorrow that I learnt of the passing away of your wife. May the departed soul rest in peace. At these moments of anguish, words usually do not mean much. Such tragedies are difficult to understand for us mortals and we have no alternative but to seek comfort from God Almighty. When God puts

us through these trails, he also provides the means to bear such tremendous losses. May we extend our deepest sympathies to your family on this enormous loss. We share your grief in this hour of trail.

جناب میر ظفر اللہ خان جمالی، وزیر اعظم پاکستان:

I am deeply grieved to learn about the sad demise of your esteemed wife. Innalillahi wainna iliahai Rajeoon. May Allah rest the departed soul in eternal peace and give you and other family members the strenght to bear this irreparable loss. Please accept my sincerest sympathies on this sad occasion.

جناب میاں محمد سومرو، چیئر مین سینٹ آف پاکستان:

آپکی اہلیہ کی وفات پر مجھے گہرا صدمہ اور افسوس ہے، غم کے اس موقع پر میری طرف سے دلی تعزیت قبول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو دائمی سکون اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے (امین) اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جناب چوہدری امیر حسین، سپیکر قومی اسمبلی:

Kindly accept my profound condolence on the sad demise of your wife. May almighty Allah rest the departed soul in eternal peace and Grant you and other members of the bereaved family strength and fortitude bear the loss. Ameen.

جناب محمد نواز شریف، جدہ سعودی عرب۔ سابق وزیر اعظم پاکستان:

آپ کی شریک حیات کے انتقال کی خبر سن کر بے حد دکھ اور رنج ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔ (امین) قدرت کا نظام ہے، فنا ہر چیز کو ہے، بقا صرف اللہ کی ذات کو ہے۔ اس کے قبضہ قدرت میں ہر شے ہے۔ عبدیت کا تقاضا ہے کہ ہم اللہ کے احکام اور اس کی مشیت کے سامنے سراپا عجز و نیاز بن جائیں۔ اس کی رضا پر راضی رہ کر اس کا بندہ بننے کا عملی ثبوت دیں۔ مرحومہ کی ابدی جدائی عزیز و اقارب کیلئے رشتہ کے حوالہ سے نا قابل تلافی نقصان اور نا قابل برداشت صدمہ کا باعث ضرور ہے لیکن اس سلسلہ میں ہر کوئی بے بس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے موقعوں پر صبر و تحمل سے کام لینے والے جدا ہونے والے کیلئے مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کی تلقین کی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، اعلیٰ علیین میں سرفراز مقام عطا فرمائے اور سب پسماندگان کو صبر و تحمل کے ساتھ یہ صدمہ برداشت کرنے کا حوصلہ و ہمت دے۔ (امین) اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو (امین)

محترمہ بے نظیر بھٹو' عرب امارات ۔ سابق وزیر اعظم پاکستان:

مجھے اور آصف علی زرداری کو آپکی اہلیہ کی وفات پر دلی افسوس ہوا۔ مرحومہ کی وفات بڑا سانحہ ہے۔ ہماری تمام تر ہمدردیاں اس مشکل وقت میں آپکے ساتھ ہیں۔ ہماری طرف سے دلی تعزیت قبول فرمائیں' اور خاندان کے باقی لوگوں کو بھی حوصلہ دیں۔ خدا ان کو جنت اور دائمی سکون عطا فرمائے اور آپ کو اور خاندان کے تمام افراد کو اس پورے نہ ہونے والے نقصان کو برداشت کرنے کی توفیق دے۔

جنرل عمران اللہ خان' سابق گورنر بلوچستان:

آپکی اہلیہ کی وفات کا سن کر بے حد افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائیں اور آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ (امین)۔ فی الحال میں ڈاکٹر کے احکامات کی وجہ سے سفر نہیں کر سکتا' جوں ہی طبیعت ٹھیک ہو جائیگی تو دعا کیلئے حاضر ہو جاؤں گا۔

چیف جسٹس (ر) ارشاد حسن خان' چیف الیکشن کمشنر

Kindly accept my heartfelt condolence on the sad demise of your wife. I share your grief. Almighty Allah may rest her soul in peace and grant you stunt to bear this irreparable loss.

خلیل الرحمٰن' ڈپٹی چیئرمین' سینٹ آف پاکستان:

Profoundly shocked and grieved to hear thesad demise of your wife. Please accept my heartfelt condolence. May Allah rest the deep soul in eternal peace and give you and other members of family courage to bear this irreparable loss with fortitude.

علی عواد العسیری' سفیر سعودی عرب ۔ اسلام آباد:

I am deeply grieved to hear about the sad demise of your wife.I would like to extend to you and the members of your family my heartfelt sympathies and profound condolences,I pray Almighty Allah to grant the departed soul eternal paradise and to give you and the bereaved family the courage to bear this great loss.

محمد ابراہیم طاہریان' سفیر اسلامی جمہوریہ ایران ۔ اسلام آباد:

میں دل کی گہرائیوں سے جناب عالی اور محترم خاندان کو پیش آنے والے صدمے کی تعزیت پیش کرتا ہوں'

انشاء اللہ خداوند متعال ان کیلئے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جزیل عطا فرمائے گا۔

<u>احمد اے رزاق السلمان، سفیر فلسطین، اسلام آباد:</u>

Dear brother, with full faith in the will of Almighty God I am very sad in deed to read the news of the sad demise of your wife, whose blessed soul left to settle beside Almighty after a life full of good deeds and obedience of God I would like to extend to you and through you to bereaved family my heartfelt condolence. I pray to Almighty Allah to bestow the departed soul peace and to honour her paradise. May God enable all of us and members of her family to be patient on this huge loss we belong to God and to Him we shall return.

<u>جنرل حمید گل، سابق سربراہ آئی ایس آئی۔ راولپنڈی:</u>

Please accept my heatfelt condolences and deep sorrow on the sad demise of your wife. May Allah rest her soul in eternal peace and give you and the other members of family the fortitude to bear this loss with equanimity.

<u>جنرل اسلم بیگ، سابق چیف آف سٹاف افواج پاکستان:</u>

آپ کی شریک حیات کی ناگہانی موت کا سن کر دلی صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے اور آپ سمیت تمام لواحقین کو اس صدمہ کے برداشت کرنے کی ہمت اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ امین

<u>ڈاکٹر اسرار احمد، بانی تنظیم اسلامی:</u>

اخبار کے ذریعے آپ کی اہلیہ کی وفات کا علم ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور آپ سب کو اس صدمہ پر صبر جمیل سے نوازے۔ ہماری طرف سے تعزیت قبول فرمایئے۔ عزیزم حامد الحق کو میری جانب سے خصوصی تعزیت کر دیجئے گا کہ ان کے سر سے سایہ رحمت اٹھ گیا۔ بہر کیف اللہ کے فیصلے کے آگے سر تسلیم خم ہے۔ ہم سب کو جلد یا بدیر اسی کے حضور حاضر ہونا ہے۔ (امین)

<u>حسن نثار، معروف کالم نویس:</u>

آپ کی اہلیہ محترمہ کے انتقال کی خبر اخبارات میں پڑھی، میں آپ کے غم میں برابر شریک ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک محترمہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ (امین)

مہتاب خان' چیف ایڈیٹر روزنامہ ''اوصاف'':

آپکی اہلیہ کی ناگہانی وفات پر مجھے دلی صدمہ ہوا۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ امین

محمد اسحاق ڈار' سینیٹر:

I have learned about the sad demise of your wife. Please accept my heartfelt condolences on this sad occasion. I Pray to Almighty Allah to give you and your family the strenght to bear this irreparable loss and keep the departed soul in eternal peace... Ameen.

علامہ ساجد علی نقوی' ملت جعفریہ پاکستان' اسلام آباد:

آپ کی اہلیہ محترمہ کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج کا اظہار کرتے ہوئے دلی تعزیت وتسلیت پیش کرتا ہوں۔ بلاشبہ یہ سانحہ ناقابل تلافی نقصان کا سبب ہے' لیکن رضائے خداوندی کے سامنے سرتسلیم خم کرنا لازم و ناگزیر ہے۔ میری دعا ہے کہ خداوند کریم مرحومہ کو جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ سمیت دیگر تمام سوگواروں کو صبر وحوصلہ عطا فرمائے۔

شہزادہ سعید الرشید محمود عباسی' بہاولپور۔ سابق وفاقی وزیر:

اخبارات میں آپ کی اہلیہ محترمہ کی وفات کی خبر پڑھ کر دلی دکھ ہوا' اللہ جل شانہ' آپ کی اہلیہ محترمہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کو اور آپ کے گھر کے دیگر افراد کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ امین ثم امین' میں آپ کے رنج وغم میں شریک ہو کر آپ کی اور آپ کے گھر کے دیگر متاثرہ افراد کی درازی عمر کی دعا کرتا ہوں۔

ڈاکٹر مولانا محمد تقی الدین ندوی' العین یونیورسٹی عرب امارت:

دلی کے ساتھیوں نے یہ خبر دی کہ جناب کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوگیا ہے' سن کر بہت ہی رنج وقلق ہوا' بڑھاپے میں اہلیہ کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے' کہ مزاج ستائش ہو جاتی ہے' اللہ تعالیٰ جناب والا اور پورے خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کے لئے دین فردوس میں جگہ دے' آمین' ایصال ثواب کیا گیا۔

ڈاکٹر سید سلمان ندوی' ڈربن۔ جنوبی افریقہ

''الحق'' سے جناب کی رفیقہ حیات کے حادثہء انتقال کی افسوسناک خبر ملی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ کسی عزیز قریب کا حادثہء انتقال یوں بھی تکلیف دہ ہوتا ہے لیکن رفیقہ حیات سے ابدی محرومی عمر کے کسی بھی حصہ میں تکلیف دہ ہے۔ لیکن عمر کے اس حصہ میں یہ ابدی جدائی کا رشہ کبریٰ ہے اور اس کا مداوا مشکل ہوتا ہے۔ سعید اولاد کی موجودگی اور

خدمت اپنی جگہ مگر زندگی کے اچھے برے کی ساتھی ابدی جدائی جو زندگی میں خلاء تنہائی پیدا کرتی ہے اس کا احساس وہی کر سکتا ہے جو اس منزل سے گزر رہا ہو۔ میں خود اس منزل سے ۱۹۹۶ء میں گزر چکا ہوں اس لئے مجھے آپ کے زخم کا احساس ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائیں اور آپ کو حوصلہ عطا فرمائیں۔

بہ ظاہر رونقوں میں بزم آرائی میں جیتے ہیں حقیقت ہے کہ ہم تنہا ہیں تنہائی میں جیتے ہیں

الحق میں امریکن TV کو آپ کا دیا ہوا مکالمہ بہت ہی چشم کشا تھا۔ کوئی لاکھ انکار کرلے اور خاک ڈالے مگر حقیقت تو حقیقت ہی ہے۔ کب تک اس سے اعراض کیا جا سکے گا۔ موردِ الزام دشمن نہیں ہم خود ہیں۔

<u>مولانا عتیق الرحمان سنبھلی بنام حافظ راشد الحق مدیر الحق۔ لندن</u>

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ کل ایک طویل عرصہ کے بعد الحق (بابت جنوری فروری ۲۰۰۴ء) آیا تو اس میں آپ کی والدہ ماجدہ کے حادثہ رحلت کا پڑھ کر رنج ہوا۔ اللہ بال بال مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صدمہ کے اجر کیساتھ صبر وقرار سے نوازے۔ آپ کا نوحہ غم پڑھ کر تو غیروں کا بھی دل متاثر ہو جانا چاہئے چہ جائے کہ ہم جیسے جو اس گھر کے ممنونِ احسان ہیں۔ افسوس بڑی دوری حائل ہے ورنہ موقع تو ذاتی حاضری کا تھا۔ اور کچھ زیادہ ہی افسوس یہ خیال کر کے ہو رہا ہے کہ میں گزشتہ تین ہفتے ہندوستان رہ کر آیا ہوں، یعنی تھوڑے ہی سے فاصلہ پر، اور بیحد خواہش بھی تھی کہ اس موقع پر پاکستان کے لئے بھی دو ہفتے نکال سکوں مگر میرے گھر کے حالات میں اسکی گنجائش نہ نکل سکی۔ میرے اہلیہ کی صحت کے لحاظ سے یہ تین ہفتے بھی جو ہندوستان میں گزارے کچھ زیادہ ہی تھے۔ اور اسلیئے کچھ وقت بڑھانے کے شدید تقاضوں کے باوجود میں ایک دن بھی نہ بڑھا سکا۔ فروری کو گیا تھا ۲ مارچ کو واپس آگیا۔ حالانکہ اس سے قبل کبھی ایسا نہ ہوا کہ میں تین چار مہینہ سے کم میں لوٹ آیا ہوں۔ بہر حال ایک بار پھر دعا ہے کہ اللہ مرحومہ محترمہ کو مغفرت سے اور آپ پسماندگان کو اجر وقرار سے نوازے۔ میرا جی چاہتا تھا ٹیلی فون کروں مگر میری سماعت اس قدر خراب ہوگئی ہے کہ اکثر بات سننے میں دقت ہو جاتی ہے۔ پس آپ کے ای میل ایڈریس پر بھیجتا ہوں اور تجربہ اس کا بھی چونکہ اطمینان بخش نہیں ہے اس لئے الگ ڈاک سے بھی بھیج رہا ہوں۔ جنوری کے الفرقان کیلئے ایک مضمون لکھا تھا تو ساتھ ہی ساتھ آپ کے ای میل پر بھی روانہ کیا۔ ایسا لگتا ہے سابق ۲ کی طرح وہ بھی شاید نہیں پہنچا۔ والدِ ماجد کی خدمت میں سلامِ مسنون۔ تعزیت کے گو وہ بھی آپ سے کم مستحق نہیں، بلکہ درجہ میں اول آتے ہیں، مگر ضرورت مند آپ یقیناً زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تا دیر آپ کے سر پہ رکھے۔ والسلام

(مولانا) عتیق الرحمان سنبھلی، مدیر الفرقان لکھنو (حال لندن)

<u>پروفیسر خورشید احمد، سینٹر:</u> آپ کی اہلیہ محترمہ کے انتقال کی خبر سے بے حد رنج وافسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور بشری لغزشوں سے صرفِ نظر کرے۔ آپ کو صبر جمیل سے

نوازے اور گھر کے تمام افراد کو اس غم کو صبر و ثبات سے برداشت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ امین۔ میں تعزیت کیلئے حاضر ہونا چاہتا تھا مگر طبیعت کی خرابی اور جوڑوں کی تکلیف کے باعث لمبے سفر سے اجتناب کر رہا ہوں۔ تار دفتر سے بھجوایا تھا جس میں کچھ غلطی ہوگئی جس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ سینٹ میں دعائے مغفرت میں شرکت کی اور ایم ایم اے کے پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں بھی مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت میں شریک ہوا۔ میری طرف سے دلی تعزیت قبول فرمائیں۔ بلاشبہ انا للہ و انا الیہ راجعون۔۔ ہم سب کو اپنے مالک کی طرف جانا ہے کوئی پہلے اور کوئی بعد۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور آخری لمحہ تک اپنے دین پر قائم رکھے۔

سردار محمد یعقوب، ڈپٹی اسپیکر، نیشنل اسمبلی آف پاکستان: Kindly accept my profound condolence on the sad demise of your wife. I was shocked and grimed to hear this sad news. This loss is irreparable for your facing. I pray almighty shower his blessings on the departed soul.

سردار شوکت حسین مزاری، ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی: Deeply shocked to hear about the sad demise of your wife. Pray her soul may rest in eternal peace. My family join you in this hours of grief and pray to the almighty Allah to give you and the bereaved family the courage to bear this irreparable loss. Ameen

محمد علی خان ہوتی، مردان۔ سابق وفاقی وزیر: Grieved to hear the sad news of your wife death. May Allah bless her soul and give strength to bear this irreparable loss.

قاضی عبدالکریم۔ مدرسہ عربیہ نجم المدارس (رجسٹرڈ) کلاچی، ضلع ڈی آئی خان:

اہلیہ محترمہ غفرلہا و رحمہا رحمۃ واسعۃ کا طویل علالت کے عظیم درجات لے کر رب کریم کے پاس پہونچنے کی اطلاع وقت پر مل گئی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ بال بال ان کی مغفرت فرماویں، اور پسماندگان بالخصوص ان کی اولاد کرام اور احفاء عزیز کو صبر جمیل پر اجر جزیل کے ساتھ ساتھ اپنے اعمال صالحہ اور دعوات مستجابہ سے ان کے درجات عالیہ کو بلند سے بلند تر بنانے کی توفیق سے نوازیں۔ فانی ھدیۃ الاحیاء الی الاموات الاعمال الصالحہ و الدعوات و الصلوات تصل الیھم مثال الجبال۔ نجم المدارس میں ختمہائے قرآن مجید، تلاوت سورۃ یٰسین شریف اور متعدد اجتماعات میں مکرر سہ کرر دعوات سے ایصال ثواب کی کوشش کی گئی۔ القبول من اللہ

حافظ عبدالغفار روپڑی، نائب امیر جماعت اہلحدیث پاکستان: مرحومہ آپ کی تحریک میں برابر کی شریک رہیں ان کی وفات سے آپ اب ایک اچھے اور معاون ساتھی سے محروم ہو گئے ہیں۔

سید منور حسن، قیم جماعت اسلامی پاکستان: دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، تمام نیکیوں اور حسنات کو

قبول فرمائے‘ خاص اپنے سایہ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اوران کی قبر کو جنت کے باغوں میں تبدیل فرمادے۔ امین۔

میجر جنرل (ر) سردار محمد انور خان‘ صدر آزاد کشمیر: مجھے آپ کی اہلیہ محترمہ کی وفات پر نہایت دکھ اور افسوس ہوا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی روح کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عنایت فرمائے‘ آپ کو اور دیگر لواحقین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت وتوفیق عطا فرمائے (امین)

عبدالرشید الترابی‘ امیر الجماعۃ الاسلامیہ‘ آزاد جموں وکشمیر: اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرماتے ہوئے انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (امین)

عبداللہ ڈی العمری‘ نائب سفیر سعودی عرب: "To God we belong and to him shall we return." I was deeply grieved to hear about the sad demise of your wife. Though words cannot heal the pain and sorrow but Allah Subhana hu wa ta'llah grants us the perseverance to go through this life and our loved ones, when they leave this world always remain in our hearts. I extend heartfelt condolences on my personal behalf.

مولانا وکیل احمد شیروانی‘ مدیر ماہنامہ الصیانۃ المسلمین‘ لاہور: گزارش آنکہ آج کے اخبارات میں ایک افسوسناک خبر پڑھی۔ اہلیہ محترمہ اس دار فانی سے دار بقاء کو رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون‘ خبر پڑھ کر بے حد افسوس ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ مرحومہ کی مغفرت کاملہ فرما کر ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں اور انکے اعمال صالحہ و دینی خدمات کو ان کیلئے صدقہ جاریہ بنائیں اور آپ حضرات کو خصوصاً جناب کو اور صاحبزادگان وغیرہم کو صبر جمیل عطا فرماویں‘ (امین ثم آمین)

لیاقت بلوچ‘ جماعت اسلامی پنجاب: مرحومہ کی جدائی آپ کیلئے شدید صدمے کا باعث ہے۔ ہم اس غم اور صدمے پر آپ سے دلی تعزیت کرتے ہیں‘ اور اللہ تعالیٰ سے آپ کیلئے صبر کی دعا کرتے ہیں۔

بہرام ڈی آواری کراچی‘ سابق وفاقی وزیر: My wife Goshpi, my sons Dinshaw and Xerxes, my entire family and I were deeply grieved to hear of the sad demise of your beloved wife. Please accept our heartfelt condolence.This is indeed an irreparable loss and one that is difficult to accept and bear but with time and prayers the deep grief you and the family are feeling at present will slowly be replaced with the wonderful memories of the happy times you all spent together.

May her soul rest in eternal peace and may God in his infinite mercy give you and he rest of the family, the strength and courage to bear this irreparable loss.

ایس ایچ ہاشمی، مینجنگ ڈائریکٹر اور ریٹینٹ ایڈورٹائزنگ کراچی: اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین مقام عطا فرمائے۔ اس دکھ کی گھڑی میں آپ کے ساتھ شریک ہوں۔

ریاض فتیانہ، ممبر پارلیمنٹ I have been deeply aggrieved to learn about the sad demise of your wife. May her soul rest in eternal peace

غوث بخش خان مہر، وزیر ریلوے، اسلام آباد I am deeply grieved to know the sad demise of your wife. May Allah rest her soul in eternal peace

صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی، جماعت اہلحدیث: میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بشری لغزشوں سے درگزر فرماتے ہوئے ان کی حسنات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نواز کر انہیں جنت الفردوس میں مقام دے۔

محمد اسحاق بھٹی، مدیر الاعتصام و ثقافت لاہور: دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کو اور دیگر متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازے۔ امین

لیفٹیننٹ جنرل (ر) جہاں داد خان، پریذیڈنٹ الشفاء ٹرسٹ اسلام آباد: Please accept my heartfelt condolences on sad demise of your wife. May God bless her soul.

اسد اللہ بھٹو، ایم این اے۔ صدر متحدہ مجلس عمل صوبہ سندھ: آج آپ کی اہلیہ محترمہ کی وفات کی خبر سنی بہت افسوس ہوا۔ میں آپ کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے، نیکیوں کو قبول فرمائے، اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے (امین)

بریگیڈئر (ر) اعجاز احمد شاہ، ہوم سیکرٹری پنجاب: رنج و غم کے ان کٹھن لمحات میں، مَیں آپ کے ساتھ ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت آپ کی اہلیہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

مولانا عبدالمالک، شیخ الحدیث مرکز علوم اسلامیہ منصورہ لاہور۔ ممبر قومی اسمبلی: مرحومہ کی جدائی سے جناب اور مرحومہ کے اصحاب فضائل اور صاحبات مناقبت بیٹوں، بیٹیوں اور اہل خاندان کو جو رنج و غم اور نقصان پہنچا ہے، وہ سب سوگواروں خصوصاً آنجناب کے لئے بہت بڑی آزمائش ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔

ملک فرید اللہ خان، سابق سینیٹر، وفاقی وزیر: ٹیلی ویژن کی خبروں سے معلوم ہوا کہ جناب کی رفیقہ حیات بقضائے الٰہی انتقال فرما گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خداوند کریم مرحومہ کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

مولانا سعید اللہ جان، مہتمم مدرسہ اعجاز القرآن (للبنات): میں دوران حج مکہ مکرمہ میں حرم شریف میں

بیٹھا تھا کہ مجھے اطلاع مل گئی کہ حضرت محترم کی زوجہ محترمہ مرحومہ وفات پاگئی ہیں تو میں نے فوراً کعبہ مبارک کو دیکھتے دیکھتے دعائے مغفرت کے لئے ہاتھ اٹھائے اور آنسو بہا کر رب العزت سے مغفرت نامہ درجات عالیہ کے لئے دعا کی۔ چونکہ میری گھر والی بھی میرے ساتھ تھی اس نے بھی محترمہ کے لئے خصوصی دعا کی۔

مولانا محمد زرولی خان، رئیس احسن العلوم کراچی: جملہ اہل واعیال بشمول آنمحترم ومکرم اور برادرن عزیزان حامد وراشد سلمھما اللہ وحفظھما من جمیع الاعداء والبلیات ورزقھم عالیہ الدرجات اللہ تعالیٰ اس سانحہ پر آپ سب حضرات کو بلکہ پورے ملک وملت کو جو آپ کی وجہ سے اس سانحہ پر سوگوار ہیں صبر واجر دے، آمین۔

ابوعمار زاہد الراشدی، چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''الشریعۃ'' گوجرانوالہ: اللہ رب العزت مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کریں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ امین یارب العالمین۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، سابق رکن صوبائی اسمبلی پنجاب، سیکرٹری جنرل انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ: رفیقہ حیات کا ساتھ چھوڑ جانا واقعی خاوند کے لئے باقی ماندہ زندگی کو مشکل بنا دیتا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی اس پریشانی کو دور فرماویں۔

مولانا عبدالرؤف فاروقی، خطیب جامع مسجد خضراء سمن آباد لاہور اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دیں اور جنت الفردوس سے نوازیں۔ آپ سے ان کی طویل رفاقت اور اب وفات کے نتیجہ میں ان کی جدائی، اتنے گہرے تعلق کے بعد اس طرح ان کا جدا ہونا، یقیناً ایک بڑا غم ہے، اللہ تعالیٰ تمام پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازیں۔

ہمایوں اختر خان، وزیر منسٹری آف کامرس It was with a deep sense of sorrow that I learnt of the passing away of your wife. May the departed soul rest in peace.

انیسہ زیب طاہر خیلی، سنیٹر Deeply shocked to hear about the sad demise of your beloved wife. Please accept my heartfelt condolence of grief and sorrow.

مخدوم شاہ محمود قریشی، ممبر قومی اسمبلی۔ ملتان I was shocked and grieved to hear of this sad news. I pray almighty Allah to grant courage and fortitude to you and your family and shower his blessing on the departed soul.

محمد حنیف عباسی، ایم این اے۔ راولپنڈی I am deeply shocked to hear the news. Accept my heartfelt condolence on the sad demise of your wife.

محمود سلیم محمود، سیکرٹری قومی اسمبلی، سیکرٹریٹ اسلام آباد Please accept my heartfelt condolence on the sad demise of your wife. Allah may rest her departed soul in eternal peace and grant fortitude to the bear bear this loss.Ameen

شرمین عبید، امریکہ ٹیلیویژن سی بی ایس I was much shocked to listen that your wife has

been died recently. Innalillahi wainna Iliahai Rajeoon. God bless her, Ameen and give patience to the bereaved family. I will be visiting from New York to Pakistan From 8th Feb: 2004 to 11th Feb: 2004 and Inshaallah, I will see you at Akora Khattak, District Nowshera on 11th Feb 2004 at 1000 hrs.

قاضی فضل اللہ حقانی' امریکہ

حج سے واپسی پر یہاں امریکہ میں ایک دوست نے بتایا کہ پاکستانی ٹی وی پر مولانا صاحب کی اہلیہ کی وفات کی خبر آئی تھی' واقعی دکھ ہوا کہ استاد مکرم کی اہلیہ والدہ کی مانند ہوا کرتی ہے۔ لیکن ایک عالم دین سے اس کے کسی قریبی کی وفات پر کیا تعزیتی کلمات پیش کئے جائیں۔ مرحومہ کے باقیات الصحالحات میں مادر علمی کے طلبہ و مدرسین اور مہمانان کی خدمت اور حق تو یہ ہے کہ آج کے مادر علمی کی ترقی میں مرحومہ کا بھی خاطر خواہ حصہ ہے۔ مزید برآں برادارن عزیز حامد الحق اور راشد الحق صاحب کی شکل میں دو فرزندان کا صدقہ جاریہ ہیں۔

مولانا محمد قاسم قاسمی' مہتمم قاسم العلوم' فقیر والی ضلع بہاولنگر

مرحومہ اس اعتبار سے خوش قسمت ہیں کہ وہ اپنے پیچھے آپ جیسے عظیم شوہر اور مولانا حامد الحق حقانی اور مولانا راشد الحق حقانی جیسی نیک اولاد چھوڑ گئیں ہیں' اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور جملہ اہل خانہ کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

کنیز عائشہ منور' ممبر قومی اسمبلی' ایم ایم اے

میں اور میرے تمام ساتھی آپ کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں اور اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے صبر اور مرحومہ کے لئے جنت میں بہترین درجات کی دعا کرتے ہیں۔

سعدیہ راشد' پریذیڈنٹ ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان:

آپ کی اہلیہ محترمہ کا سانحہ ارتحال ایک ایسا حادثہ ہے جس پر اظہار تعزیت واجب ہے۔ لیکن میرے لئے الفاظ کا انتخاب مشکل ہو رہا ہے۔ شریک حیات کی دائمی جدائی کو برداشت کرنا صرف توفیق الٰہی سے ہی ممکن ہے ورنہ انسانی قویٰ کے بس کی بات نہیں۔ ایک ایسی ہستی جو شب و روز ہر غم و مسرت میں شریک و سہیم ہو اور جو ہر کیفیت کی ساتھی ہو اس سے محرومی ایسا واقعہ نہیں ہوتا کہ اس پر صبر آسان ہو' لیکن انسان مشیت ایزدی کے سامنے مجبور محض ہے۔ میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور جملہ اہلِ خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلا مقام سے نوازے۔ آمین

---

جناب ابرار خٹک *

# عالمی دہشت گردی اور ضرورت امن

نیا ہزاریہ انسانی نظام اوقات کا حصہ بن گیا ہے' دنیا اس وقت ارتقاء کی نئی راہیں تلاش کررہی ہے' انسان ابتداء سے لے کر آج تک ایک جستجو میں ہی شاید وہ کسی نامعلوم مقصد کی تلاش میں سرگرداں ہے۔

موجودہ دنیا نے ایک بارودی بھٹی کی صورت اختیار کرلی ہے جس میں انسان اپنی تباہی کا سامان خود تیار کررہا ہے۔ امن کا خواب پورا ہونا خود ایک خواب بن گیا ہے۔ انسان خون بیسویں صدی پر اپنے نقوش چھوڑ گیا ہے' تاریخ کا ہر صفحہ انسانی خون سے بھرا ہے۔ دنیا میں ایک دوسرے پر برتری حاصل کرنے کی کوشش اور قوموں کا قوموں پر سبقت لے جانا ایک عظیم مقصد بن گیا ہے جس نے انسان کو غربت وافلاس کی دلدل میں دھکیل دیا ہے۔ دنیا جس مقصد کی خاطر آسمان' زمین اور کائنات کی لامتناہی وسعتوں میں کامیابیاں تلاش کررہی ہے وہ ساری دنیا کو ایک ناگزیر تصادم اور حتمی تباہی کے انجام کی جانب دھکیلنا ہے۔ انسان ہی انسانی خون کیلئے سائنس کا استعمال کررہا ہے

امن کا سفید پرچم کہیں ہیروشیما کی آگ کے شعلوں میں جلا ہوا ہے تو کہیں انسانی خون کے دھبے اس پرچم کی رعنائی کے لئے رسوائی کا سبب بن رہے ہیں۔ قتل وغارت گری کے تسلسل نے امن کو ایک بے معنی نعرہ بنادیا ہے۔ دہشت گردی' لاقانونیت' عدم مساوات اور رنگ ونسل کے امتیازات نے امن وسلامتی کو بری طرح مسخ کردیا ہے۔

جس دن پہلے انسان کا خون بہایا گیا' اسی دن سے لے کر آج تک انسان کے ہاتھوں انسان کے قتل کا خوفناک ڈرامہ بڑھتا اور بگڑتا جارہا ہے۔ امن کا نشان گونگے بہرے کی طرح محو تماشا ہے۔ امن کا علم بلند کرنے والا ہر ملک اور ہر انسان خود ظلم کا سرغنہ نکل رہا ہے۔ ہر قوم دوسری قوم کی دشمن' ہر ملک دوسرے کے لئے تباہی کا باعث' مادہ پرستی اور سرمایہ دارانہ نظام نے انسانی احساس تک کچل ڈالا ہے' بھوک وافلاس کے خاتمے کے لئے زراعت کو ترقی دینے کی بجائے اقوام عالم نے یورانیم کی افزودگی کو سب سے بڑی ضرورت اور مقصد قرار دے دیا ہے۔ دنیا ایک خطرناک سیلنڈر کے اندر بند ہوتی جارہی ہے اور یہ سلینڈر کسی بھی لمحے دھماکے کی صورت اختیار کرسکتا ہے۔ سرخ خون کے مالک انسانوں نے اپنے وجود کو سرخ وسفید' اعلیٰ وکمتر اور اونچے نیچے درجوں میں تقسیم کررکھا ہے۔

بیسویں صدی نے اکیسویں صدی کی صبح کو سب سے بڑا تحفہ ایٹم بم' ہائیڈروجن بم' میزائل' غربت وجہالت

* لیکچرار' اقراء کیڈٹ سکول وکالج' جہانگیرہ نوشہرہ

اور دوسرے ایٹمی ہتھیاروں کی صورت میں دیا ہے۔ قوموں کی علاقائی لڑائیوں نے بین الاقوامی جنگوں کی صورت اختیار کرلی ہے۔ دنیا میں امن کی نشو ونما کے لئے جس گھر کی بنیاد رکھی گئی تھی آج اس گھر میں ایک قوم کی دوسری کے خلاف جارحیت نے تباہ کن شوریدگی کا عمل شروع کردیا ہے۔ ایسا دکھائی دیتا ہے کہ انسانی عظمت کا مینار کسی بھی لمحے دھڑام سے گر جائے گا۔ آج دنیا میں امن کی مثال اس درخت کی سی ہے جو کسی تپتے ہوئے صحرا میں اُگا ہوا اور جسے کرخت موسم میں ہوا کی تیز وتند موجیں روند کر چلی جاتی ہوں۔ اس درخت پر اگر کبھی بارش پڑ جاتی ہے تو آندھیوں کے تیز اور شدید جھونکے اگلے ہی دن اسے پھر مرجھا دیتے ہیں۔ امن کا پودا پوری دنیا میں کہیں پھلتا پھولتا دکھائی نہیں دیتا اور نہ ہی کوئی معاشرہ امن کے خواب کی تعبیر دیکھ رہا ہے امن کا سفید پرچم قوموں کی منافقتوں کا شکار ہو کر سکڑ گیا ہے اور اب کھمبے پر لٹکا ہوا ایک بے رنگ کپڑا دکھائی دیتا ہے۔...... امن جو ہر فرد کے احساسات کا ایک تصوراتی استعارہ ہوتا ہے آج بنی نوع انسان کے لئے خود ایک سوال بن گیا ہے۔ دنیا کا ہر ملک معاشی طاقت بننے کی بجائے ایٹمی طاقت بن رہا ہے۔ ملک کے عوام کو بھوکا اور جاہل رکھ کر ان کی حفاظت کیلئے اسلحے کے انبار لگائے جا رہے ہیں۔ اس صورتحال نے عدم مساوات' بے روزگاری' دہشت گردی اور غربت وافلاس جیسے سنگین مسائل کو جنم دیا ہے' دنیا بھر میں لوگ ذہنی سکون سے محروم ہیں۔ ہر سو افراتفری کا عالم ہے۔ ظاہر ہے کہ جب دنیا میں انصاف کا عمل ساکت ہو جائے گا تو ہر فرد دوسرے کو لوٹنے' مارنے اور قتل کرنے پر اتر آئیگا' لیکن اسکے باوجود اگر اقوام عالم ایک دوسرے کو جارحانہ اقدام کی زبان میں مشورے دینے بند کردیں اور اپنا طرز عمل درست کرلیں تو اس طرح دنیا سے ایک دہشت گردی کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اگر دنیا کی ساری قومیں امن کو اپنے دساتیر کا حصہ بنائیں' انسانیت کی اعلیٰ ترین حیثیت تسلیم کریں' دنیا کا ہر مسئلہ متعلقہ لوگوں کی خواہشات کے مطابق حل کیا جائے' لوگوں کی صحت' تعلیم اور سماجی بہبود کے لئے مختص رقوم ہتھیاروں کی تیاری اور دفاعی اخراجات کی نسبت بڑھائی جائیں' دنیا سے اسلحہ کے ڈپو ختم کئے جائیں اور پوری دنیا میں بھائی چارے' انسانی مساوات اور اعلیٰ اقدار کو پنپنے کا موقع دیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ امن کا خواب پورا نہ ہو۔ ایک ملک کا دوسرے کیلئے اقتصادی عدم استحکام پیدا کرنا اور طاقت کے ذریعے دوسروں کے علاقوں پر قبضہ کرنا ایسے عوامل ہیں جو انسانیت کیلئے زہر قاتل ثابت ہو رہے ہیں۔ قوموں کی برتری کو اولین ترجیح دے کر ہم نے انسانی بھائی چارے کی عظمت کو ثانوی حیثیت دے دی ہے اور بنی نوع انسان کو یہ نقصان امن کے فقدان کے باعث اٹھانا پڑا ہے۔ اگر مشرق ومغرب کے تمام انسانوں کو زندگی کے رہن سہن' سکولوں' دفاتر اور کھانے پینے کی محفلوں میں مساوی شمار کیا جائے تو دنیا میں امن کا دور دورہ ہو جائیگا۔ اگر موجودہ تباہی انگیز منصوبوں اور کارخانوں پر صرف کی جانے والی انسانی طاقت وتوانائی کا رخ فلاح انسانیت کی جانب موڑ دیا جائے تو ہماری کائنات کرہ ارض کے موجودہ عکس کے مقابلے میں ایک مختلف اور بہتر منظر پیش کریگی۔

اکیسویں صدی کے آغاز کے موقع پر آیئے ہم سب امن وسلامتی اور بردباری کو فروغ دینے اور انہیں اپنا شعار بنانے کا عہد کریں۔

جناب شفیق الدین فاروقی

# دارالعلوم کے شب وروز

دارالعلوم میں معزز مہمانوں اور علماء کرام کی آمد: ۱۱ اپریل ۲۰۰۴ء بروز اتوار دارالعلوم حقانیہ میں عالم اسلام کے عظیم نامور سکالر' مورخ' عالم دین' سیرت نگار حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ کے فرزند ارجمند مولانا ڈاکٹر سلمان ندوی مدظلہ دارالعلوم تشریف لائے۔ آپ نے ایوان شریعت ہال میں طلباء سے تفصیلی خطاب بھی فرمایا اور دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات کا معائنہ بھی کیا۔ بعد میں آپ کو حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے دارالعلوم کی مختلف تصانیف بھی پیش کیں۔

گزشتہ دنوں جمعیت علماء برطانیہ کے صدر حضرت مولانا عبدالرشید ربانی دارالعلوم تشریف لائے آپ نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے ساتھ تفصیلی ملاقات کی اور عالم اسلام اور خصوصاً عالمی حالات پر ان سے تبادلہ خیال کیا۔ اس کے علاوہ کراچی کی معروف علمی درسگاہ دارالعلوم احسن العلوم کے مہتمم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا زرولی خان صاحب مدظلہ اپنے ساتھیوں سمیت دارالعلوم مولانا مدظلہ کی اہلیہ کی تعزیت کے سلسلے میں تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ حضرت مولانا فضل محمد یوسفزئی بھی تھے۔ اس کے علاوہ بنوری ٹاؤن کے شیخ الحدیث اور رئیس دارالافتاء اور معروف انقلابی عالم دین حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحب مدظلہ' حضرت مولانا عطاء الرحمٰن صاحب اور حضرت مولانا امداداللہ صاحب مدظلہ بھی تعزیت کے لئے تشریف لائے۔ اس کے علاوہ جنوبی افریقہ نیو کاسل کے معروف دینی درسگاہ دارالعلوم اسلامیہ کے استاذ حدیث حضرت مولانا مفتی ضیاء الرحیم بھی تشریف لائے۔ اسی طرح جمعیت علماء اسلام کے سینئر مرکزی رہنما حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب دارالعلوم تشریف لائے۔

وفاقی وزیر برائے مذہبی امور جناب اعجاز الحق صاحب کی دارالعلوم آمد: اسی ماہ وفاقی وزیر برائے مذہبی امور جناب اعجاز الحق صاحب بھی حلف اٹھانے کے دوسرے روز دارالعلوم حقانیہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ آپ نے ملکی حالات و دیگر امور میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے رہنمائی حاصل کی۔ آپکے ہمراہ معروف دانشور اور نوائے وقت کے کالم نویس جناب عرفان صدیقی صاحب بھی تشریف لائے۔ بعد میں آپ نے دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات کا معائنہ کیا۔

غیر ملکی سفارت کاروں' دانشوروں اور صحافیوں کی آمد: ناروے کے سفیر برائے پاکستان وافغانستان جناب جینس بیجرون کنیون (Janis Bjorn Kanavin) دارالعلوم تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ بیس رکنی وفد

بھی تھا۔ جوناروے سے پاکستان کے دورے پر آیا تھا۔ اس وفد کے ارکان میں وزارت دفاع کے عہدیدار' معروف قانون دان' ڈاکٹرز' اور خصوصاً تعلیم کے شعبے کے ماہرترین افراد شامل تھے۔ آپ نے جامعہ حقانیہ کے مختلف شعبہ جات کا تفصیلی دورہ کیا۔ اور آخر میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ اور سوالات و جوابات کی ایک طویل نشست بھی ہوئی۔ حضرت مولانا مدظلہ نے انہیں مدارس کے بارے میں مغرب میں پائے جانے والے منفی نظریات کا نہ صرف بھرپور جواب دیا بلکہ ان حضرات کو مدارس کی اہمیت کا قائل بھی کیا۔

اسی طرح دارالعلوم میں جرمن وزارت خارجہ کے اعلیٰ عہدیدار (ڈائریکٹر' ڈاکٹر گنٹر مولیک جو اسلامک ورلڈ کے لئے کمشنر ہیں) تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ جرمن ایمبیسی اسلام آباد کے فرسٹ کونسلر مسٹر الیگزینڈر بھی تھے۔ مہمانوں نے مدیر "الحق" مولانا راشد الحق سے عالم اسلام اور خصوصاً مدارس کے تعلیمی نصاب پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ اور دارالعلوم کے کئی شعبوں کا معائنہ کیا اور اساتذہ و طلباء سے بھی ملاقاتیں کیں۔ اسی طرح کینیڈا کے نومسلم سکالر جناب عبداللہ صاحب بھی دارالعلوم تشریف لائے اور کچھ روز دارالعلوم میں قیام کیا۔ آپ نے مغربی میڈیا میں دارالعلوم اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے انٹرویوز پڑھے تھے اور اسی سے متاثر ہو کر آپ نے پاکستان کا سفر کیا۔ اس کے علاوہ بین الاقوامی ادارہ ریڈ کراس کے ڈائریکٹر جنرل اینڈرس ویگر بھی یہاں تشریف لائے۔ اسی طرح جاپان کے مشیر برائے امور جنوبی ایشیاء و افغانستان کے جناب ماميا کین ساکو (Mamiya Ken saku) بھی دارالعلوم تشریف لائے۔ اس کے علاوہ ہمبرگ کے جرنلسٹ ڈاکٹر ایرچ فولاتھ بھی تشریف لائے۔ آپ حضرات نے حضرت مولانا مدظلہ سے تفصیلی بات چیت کی اور انٹرویوز بھی ریکارڈ کئے۔

**دارالعلوم کی مشاورتی کمیٹی کا اہم اجلاس:**

تمام اساتذہ کرام پر مشتمل مشاورتی کمیٹی کا ماہانہ اجلاس ۶ مارچ ۲۰۰۴ء مطابق ۱۴ محرم الحرام زیر صدارت حضرت شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں حضرت مولانا محمد انوار الحق صاحب نائب مہتمم' نے سابقہ اجلاس میں کئے گئے تمام فیصلوں کے عملدرآمد کے بارے میں شق دار شرکاء مجلس کو بریفنگ دی۔ تمام اساتذہ کرام نے ذیلی کمیٹی کے شبانہ روز محنت کو سراہتے ہوئے ان کے استقامت اور مساعی کے کامیابی کیلئے دعائیں کیں' سابقہ اجلاس کے فیصلوں کے مطابق بحمداللہ تمام طلباء کیلئے جید قاری و حافظ کے سرپرستی میں قراۃ و تجوید اور ایک ماہر خطاط کی خدمات حاصل کر کے دونوں کلاسوں کا دوبارہ اجراء ہو چکا ہے' اجلاس میں درجہ تکمیل تک کے طلباء سے لئے گئے۔ گزشتہ ماہانہ امتحان کے نتائج پر تفصیلی غور کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ ۲۵ مارچ کو دورہ حدیث اور موقوف علیہ کے طلباء کے تعلیمی صلاحیت کا جائزہ لینے کیلئے یک روزہ امتحان لیا جائے گا۔ ماہانہ امتحانات کے بعد سال کے وسط میں تفصیلی امتحان لیکر اسکے نتائج تقسیم انعامات اور سرپرستوں کو نتائج ارسال کرنے پر اتفاق رائے ہوا۔

۵ محرم بمطابق ۱۷ مارچ بروز بدھ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے عاملہ کا اجلاس میں شرکت کے لئے شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق نائب مہتمم، سیکرٹری وفاق المدارس' ملتان تشریف لے گئے۔ عاملہ کے اجلاس میں دیگر امور کے علاوہ سالانہ بجٹ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰۰۳ء میں منعقدہ سالانہ امتحانات ضمنی امتحانات تفصیل سے زیر بحث آئے۔ عاملہ وضمنی ارکان نے ایک لاکھ سے زیادہ امیدواروں کا امتحان میں شرکت کے باوجود بہترین انداز میں امتحانات کا نظام مکمل کرنے پر خراج تحسین پیش کیا۔ اور امتحانی نظام کو مزید موثر بنانے کے لئے لائحہ عمل طے کیا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب نے ۱۷۔۱۸۔۱۹ مارچ کو خانیوال شہر میں معروف روحانی پیشوا امام العلماء والصلحا پیر طریقت حضرت مولانا خواجہ عبدالمالک صدیقی نقشبندی مجددیؒ کی خانقاہ مالکیہ نقشبندیہ میں سہ روزہ روحانی تربیتی اجتماع میں سجادہ نشین خانقاہ مالکیہ حضرت مولانا خواجہ محمد عبدالماجد نقشبندی فاضل جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی دعوت پر خصوصی شرکت کی اور اجتماع سے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب کے دوران اصلاح امت میں اولیاء کرام و پیران طریقت کے کردار و تزکیہ نفس پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

<u>ماہنامہ ''الحق'' کے ناظم نثار محمد صاحب کو صدمہ:</u> ماہنامہ الحق کے ناظم جناب نثار محمد صاحب کی والدہ صاحبہ کا مورخہ ۲۷ مارچ کو انتقال ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ میں مہتمم صاحب حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ' نائب مہتمم مولانا حافظ انوار الحق صاحب' مولانا حامد الحق حقانی ایم این اے' مدیر الحق حافظ راشد الحق صاحب اور دارالعلوم کے تمام اساتذہ کرام وعملہ کے ارکان سمیت طلبہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ نماز جنازہ مہتمم صاحب نے پڑھائی۔ ادارہ جناب نثار محمد کیساتھ تعزیت کرتے ہوئے قارئین الحق سے انکے رفع درجات کیلئے دعا کی اپیل کرتا ہے۔

---

بقیہ صفحہ نمبر ۳۸ سے

ڈاکٹر جاوید عثمانی علی گڑھ' حکیم اسلام اللہ علی گڑھ' ڈاکٹر مسیح الرحمان' ڈاکٹر اصغر فیضان' وکیل وسیم الدین تو چند نام ہیں' حیدر آباد سے پروفیسر محسن عثمانی اور مولانا سیف اللہ رحمانی اور دہلی سے پروفیسر اختر الواسع کا انتظار تھا اول و آخر الذکر کے مقالات دو روز بعد آ گئے اور مولانا خالد سیف اللہ صاحب اپنے مقالے کیساتھ ۳۰ مارچ کو تشریف لائے' ذکر تو ان کا بھی ضروری ہے' جنکی دن رات کی محنت سے یہ سیمینار کامیاب ہو سکا' ضلع کی انتظامیہ ہو' اعظم گڑھ کے میئر بلدیہ ہو' ممبران اسمبلی ہوں' صحافت اور ذرائع ابلاغ کے نمائندے ہوں' سماجی کارکن ہوں' اساتذہ جامعہ ہوں' طلبہ ہوں' مطبخ کے منتظمین ہوں ان سب کے نام یقیناً لوح دل پر نقش ہیں ان کے مفصل ذکر کا شاید کاغذ متحمل نہ ہو سکے' لیکن یہ یقین ہے کہ اس سیمینار کی برکتوں میں ان سب کا حصہ کم نہ ہوگا اور اصل اجر تو اسی کا ہے جس کے خزانے میں کسی کے لئے کوئی کمی نہیں' مقبولیت اور اندارج بس اسی کا دربار کا مطلوب و مقصود ہونا چاہیے۔

---

مدیر کے قلم سے

# تعارف تبصرہ کتب

کتاب: ہمارا نصاب تعلیم کیا ہو؟   مصنف: مولانا سید سلمان حسینی ندوی

ضخامت: ۲۶۴ صفحات   قیمت: ۸۰ روپے

ناشر: مجلس نشریاتِ اسلام۔ا۔ کے ناظم آباد مینشن ناظم آباد کراچی

نصاب تعلیم کا مسئلہ انتہائی اہم ہونے کے ساتھ ساتھ بہت ہی حساس بھی ہے' اور کافی عرصہ سے اس موضوع پر کئی ضخیم کتابیں اور مقالات و مضامین آ رہے ہیں مگر یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ معمولی بے احتیاطی کا بھی متحمل نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اس پر قلم اٹھانے سے پہلے انتہائی سوچ و بچار اور فکر و تدبر سے کام لینا ہوگا۔ چنانچہ فاضل مصنف مدظلہ نے بہت ہی احتیاط اور تحقیق و تعمیق کے ساتھ اس مسئلہ پر قلم اٹھایا ہے اور الحمدللہ اپنی کوشش میں کافی حد تک کامیاب ہیں۔ گویا ان کے ساتھ بعض مقامات پر معمولی بحث کی گنجائش ہے' لیکن وہ ایسی نہیں جس کا حل نہ نکالا جاسکے۔ کتاب کی ثقاہت کے لئے ممتاز ادیب اور عالم اسلام کے قابل فخر فرزند مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی علمی اور بلیغ تقریظ بہت بڑی سند ہے۔ اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

''اس وقت راقم کی نظر کے سامنے عزیزی فاضل و گرامی قدر مولوی سید سلمان حسینی ندوی زادہ اللہ توفیقاً و سعادۃً کی گرانقدر قیمتی و صحیح تصنیف ہمارا نصاب تعلیم ہے' جو ایک مفصل معلومات افزاء' فکر انگیز اور محققانہ تبصرہ اور معلومات کا خزانہ ہے۔ راقم کو اپنے وسیع مطالعہ کے باوجود ایسی کوئی مبصرانہ و محققانہ و حقیقت پسندانہ و منصفانہ اس موضوع پر کوئی کتاب دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ یہ ایک تاریخی جائزہ منصفانہ محاکمہ اور دعوتِ غور و فکر اور علمی نظام اور تدریسی نصاب میں حقیقت پسندی اور نافع تر کو اختیار کرنے کی سنجیدہ اور حقیقت پسندانہ دعوت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اہل مدارس واضعین نصاب اور رہنمایان تعلیم کو اس کے مطالعہ اور اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے''

مؤلفِ اور مؤلفؔ کے بارے میں پروفیسر محمد اجتباء ندوی کے گرانقدر تاثرات قابل غور ہیں۔ کتاب کے مؤلف عزیز گرامی مولانا سید سلمان حسنی ندوی ایک لائق ہونہار اور باصلاحیت جواں سال معلم ہیں۔ جنہیں ہند و بیرون ہند دانشگاہوں سے نہ صرف کسب فیض کا موقع ملا ہے' بلکہ انہوں نے اس کے نصاب نظام تعلیم ماہرین تعلیم اور طلبہ و اساتذہ کو قریب سے دیکھا ہے' تبادلہ خیال کیا ہے اور کرتے رہتے ہیں۔ اس کے پہلو بہ پہلو انہوں نے ملک کے قدیم و جدید اور معاصر نظام تعلیم اور نصاب سازوں کی کتابوں' افکار و خیالات کا گہرا جائزہ بھی لیا ہے۔ درس نظامی سے قبل'

درس نظامی اور اسکے بعد ندوۃ العلماء' مسلم یونیورسٹی کے نصاب و نظام پر عالمانہ اور مفکرانہ تبصرہ کیا ہے اور اپنی تجویز و رائے پیش کر کے دانشوروں و علماء کو اس پر غور کرنے اور حالات و زمانہ کے پیش نظر تعلیمی نظام پر نظر ثانی اور ترتیب جدید کیلئے دعوت دی ہے الخ۔

پیش نظر کتاب ہمارا نصاب تعلیم کیا ہو اسی موضوع پر ایک مکمل و جامع تاریخ بھی ہے۔ اور لائحہ عمل اور مجوزہ نصاب بھی کتاب میں مسلمانوں کے نظامِ تعلیم کا قرآن مجید و حدیث شریف اور علماء و ماہرین تعلیم کے بیانات و تجربوں کی روشنی میں ایک مکمل جامع اور قابل عمل نصاب تعلیم کا نقشہ ہے۔ کتاب دو سو دس صفحات پر مشتمل ہے۔ اور پوری کتاب میں ذیلی عنوانات کے ساتھ قرن اول سے لے کر دور حاضر تک کے نصاب کا تنقیدی و معروضی جائزہ و تجزیہ ہے۔ زبان صاف ستھری پاکیزہ و شگفتہ ہے کہیں بھی کوئی پیچیدگی اور الجھاؤ نہیں'' اور بقول جناب مولانا نور عالم خلیل امینی استاذ ادب عربی و رئیس التحریر الداعی عربی دار العلوم دیوبند بہر صورت مدارس کے نصاب پر غور و خوض کے حوالے سے یہ کتاب ایک معتبر آواز ہے جس کو سننے کی ضرورت ہے یقین ہے کہ بے شمار لوگ اس کو سنیں گے اور غور کے بعد دل اور عقل کے فتویٰ کی روشنی میں سمت سفر طے کرینگے۔...... مجلس نشریات اسلام کراچی کے مولانا فضل ربی ندوی صاحب نے انتہائی اہتمام کے ساتھ اس کتاب کی خوبصورت طباعت کروائی ہے اور اس میں ان کا حسن ذوق جھلکتا ہے۔

---

ماہنامہ ''القاسم'' خالق آباد نوشہرہ خصوصی اشاعت: علامہ سید سلیمان ندوی قدس سرہ

مؤلف و مرتب: مولانا عبد القیوم حقانی ضخامت: ۴۵۲ صفحات قیمت: درج نہیں

ناشر اور ملنے کا پتہ: القاسم اکیڈیمی' جامعہ ابوہریرہ' برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ

علامہ سید سلیمان ندویؒ برصغیر کے ان نوابغ رجال اور ان فقید المثال شخصیات میں سے ہیں۔ جن پر نہ صرف برصغیر بلکہ تمام عالم اسلام کو ناز ہے۔ آپ کی ہشت پہلو شخصیت جامع الکمالات ہے۔ علمی' تحقیقی ادبی تاریخی تنقیدی اور شعری دنیا میں آپ ایک منفرد مقام کے حامل ہیں۔ اور پھر جب حضرت حکیم الامۃ مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے حلقہ ارادت میں آئے تو آپ کی دنیا ہی بدل گئی۔ چنانچہ مولانا عبد الباری ندوی رحمہ اللہ کو تحریر فرماتے ہیں'' دس بارہ برس سے جو چیز نظری طور پر سمجھ میں نہ آتی تھی' وہ عملاً سمجھ میں آ گئی اور اب تلافی مافات میں مصروف ہوں لعل اللہ یرزقنی صلاحا (اور) اب نہ دار المصنفین سے دلچسپی ہے نہ ندوہ سے نہ علمی مقالات و تصنیفات سے۔ چونکہ میری روزی قلم سے وابستہ ہے اور گھر میں اثاثہ بھی نہیں۔ اس لئے ناچار پڑا پھرتا ہوں۔ خدا ہمت دے کہ ترک تعلق کر سکوں

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں' واقعہ یہ ہے کہ میں نے ہندوستان و بیرون ہند کی سیاحت اور ممالک اسلامیہ سے قریبی واقفیت سے سلسلے میں مولانا حبیب الرحمان شیروانی جیسا جامع فنون

اور متنوع الزوق نہیں دیکھا۔ یہاں پر برسبیل تذکرہ اتنا اور عرض کردوں کہ عام طور پر لوگ سید صاحبؒ کو مؤرخ یا ادیب کی حیثیت سے جانتے ہیں خصوصاً علماء کے قدیم حلقہ میں ان کا تعارف اسی سلسلے سے ہے لیکن مجھے سید صاحبؒ کی علمی صحبتوں اور ذاتی استفادہ سے معلوم ہوا کہ ان کا امتیازی مضمون قرآن مجید اور علم کلام ہے۔ میں نے معاصر علماء میں کسی شخص کا مطالعہ قرآن مجید اور علوم قرآن کا اتنا وسیع اور گہرا نہیں پایا' علم کلام اور عقائد پر سید صاحب کی نظر بہت عمیق اور وسیع تھی اور ان کو علم کلام سلف کے اصول اور کتاب وسنت کی روشنی میں عصر حاضر کے ذہن اور روح کے مطابق پیش کرنے کا خاص ملکہ حاصل تھا''۔ آپ کی علمی ادبی اور تحقیقی تصنیفات جو کہ ایک دنیا سے خراج تحسین پا چکی ہیں اور ایک عالم اس کی معنویت اور اسلوبِ نگارش کا اسیر وگرویدہ ہے۔ اور نامور ومشاہیر مشائخ وعلماء کرام اور اہل قلم و دانشوران ملت ان کی قصیدہ خوانی کی۔ بلاشبہ ایک ایسا کارنامہ ہے کہ جس پر علمی دنیا ناز کرے گی۔ اور ان تصنیفات میں ہر تصنیف بجائے خود علوم ومعارف کا ایک دریائے ناپیدا کنار اور بحر زخار ہے۔ ...... نومبر ۱۹۵۳ء کو عالم اسلام کا یہ جلیل القدر اور تبحر عالم رسول اکرم ﷺ کا سیرت نگار گوناگوں اور بوقلموں صفات کا حامل واصل بحق ہوئے اور کراچی میں آسودۂ خواب ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد ''معارف'' نے ان کے کمالات اور عبقری شخصیت کے اعتراف کے طور ایک عظیم وعلمی اور تاریخی دستاویز سید سلیمان نمبر نکالا۔ جو کہ انتہائی معلومات افزا ہے علاوہ ازیں آپ کی شخصیت اور کارہائے نمایاں پر ہزاروں صفحات پر کتابیں اور مقالہ جات ومضامین مختلف رسائل وجرائد میں موجود ہیں۔......

زیر تبصرہ خصوصی اشاعت بھی اس سلسلہ کی ایک انتہائی قیمتی اور علمی کڑی ہے۔ جو استاذ محترم مولانا عبدالقیوم صاحب حقانی کی شبانہ روز محنت وکوشش سے منظر عام پر آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تصنیف وتالیف اور مختلف النوع کتابوں اور خصوصی نمبرات کی اشاعت کا خصوصی ملکہ عطا فرمایا ہے۔ انہوں نے اس عظیم اور تاریخی کارنامہ انجام دینے کا بیڑہ اٹھایا اور اس میں وہ مکمل طور پر کامیاب ہیں۔ چنانچہ اپنے وقیع نقشِ آغاز میں لکھتے ہیں'' یہی وجہ ہے کہ حضرت سید صاحب کے مدارج عالیہ اور کمالاتِ روحانیہ پر قلم اٹھانا اور انہیں دائرہ تحریر میں لانا ایک مشکل اور دشوار ترعمل ہے تاہم خداداد کمالات وخصوصیات کے وہ ظاہری اور نمایاں پہلو اور سراپا علم وعمل کے وہ اعلیٰ اور قیمتی نمونے جو آپ کی نادرۂ روزگار شخصیت میں ظاہر کی آنکھ سے محسوس کئے جاتے تھے وہ واضح اور نمایاں نظر آتے تھے اور جو کردار وعمل بندگانِ خدا کی زندگیوں میں ایک صالح دینی انقلاب برپا کرنے کا باعث بنا ان کو یکجا کرنے کا کماحقہ پیش کرنا اگرچہ مشکل ضرور تھا مگر ناممکن نہیں اس لئے اللہ کی ذاتِ عالیہ پر بھروسہ کرتے ہوئے آپ کی کتاب زندگی کے کمالات وخصوصیات اخلاق وصفات اور عادات معمولات کو اس خصوصی نمبر میں یکجا کرکے پیش قارئین کیا جاتا ہے''

یہ خصوصی نمبر اور تاریخی دستاویز ہر لحاظ سے بہت شاندار اور بہترین ہے البتہ اگر کاغذ میں مزید عمدگی کا لحاظ کیا جاتا' تو اس سے دونوں طبقے اصحاب صورت وارباب معنی دونوں یکساں طور پر مستفید ہوتے۔

# القاسم اکیڈمی کی عظیم تاریخی اور انقلابی پیشکش

اکیسویں صدی کی پہلی جنگ

معرکہ صلیب وطالبان

# صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام

طالبانِ افغانستان کے تناظر میں

جہادِ افغانستان، تحریکِ طالبان، ملامحمد عمر، اسامہ بن لادن، جہاد اور دہشت گردی، نظامِ شریعت سے مغرب کا بے جا خوف، دینی مدارس بالخصوص دار العلوم حقانیہ، اسلام کے بارے میں مغرب کی لاعلمی اور غلط فہمیاں، امریکی اور مغربی دنیا کے عزائم اور مسلم امۃ پر جارحانہ یلغار، سقوط بغداد مسئلہ فلسطین وکشمیر اور پاکستان کی ایٹمی صلاحیت جیسے اہم وحساس وقومی وبین الاقوامی موضوعات کے تناظر میں عالمی اور مغربی میڈیا سے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا دوٹوک مکالمہ

انٹرویوز

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

مرتب

مولانا عبدالقیوم حقانی

قیمت 240

صفحات 520

معاون

مولانا عرفان الحق حقانی

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوھریرہ خالق آباد ضلع نوشہرہ سرحد پاکستان

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak


اهم یه نهیں که آپ کیا کهاتے هیں

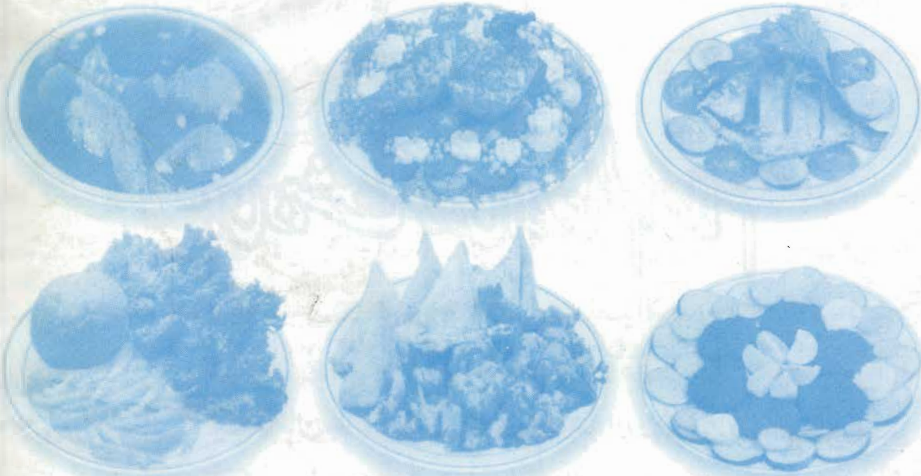

بلکہ اہم یہ ہے کہ

آپ کتنا هضم کرتے هیں

صحت مند رہنے کے لیے صرف یہی ضروری نہیں کہ آپ کیا کھاتے ہیں، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ آپ کا معدہ غذا کو صحیح طور پر ہضم کر کے جزوِ بدن بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے یا نہیں۔

دائمی قبض، سینے کی جلن، تیزابیت، گیس، پیٹ کا درد، قے یا متلی کی کیفیت اس بات کی علامتیں ہیں کہ آپ کا ہاضمہ دُرست نہیں۔

کھانے پینے میں احتیاط برتیے، مرغن اور مرچ مسالے دار کھانوں سے پرہیز کیجیے اور پابندی سے نئی کارمینا لیجیے۔

ہمدرد کی نئی کارمینا تیزابیت اور گیس کے مریضوں کے لیے بھی بے ضرر اور یکساں مفید ہے۔

خوش ذائقہ نئی کارمینا

ہاضمہ دُرست، صحت بحال

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔

آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعاتِ ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

Adarts-2001